Reg: PCPB/458-S
NPR-295

# صوت النجف

اللهم العن قاتل امير المؤمنین

واعليّاه
واإماماه

بانی: مرجع مسلمین و جہان تشیّع حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ الحاج حافظ بشیر حسین نجفی دام ظلہ الوارف

ماہنامہ علمی سماجی ماہِ رمضان المبارک ۱۴۴۰ھ شمارہ ۶۹

## بانی

سماحۃ آیۃ اللہ العظمیٰ المرجع الدینی الکبیر الشیخ بشیر حسین النجفی


مدیر اعلیٰ

جناب نصیر الدین

نائب مدیر اعلیٰ

حجۃ الاسلام والمسلمین علامہ علی النجفی

انتظامی مدیر

مولانا قیصر عباس

معاونین:

مولانا سید محمد علی ہمدانی

مولانا محمد مجتبیٰ نجفی

مولانا محمد تقی ہاشمی

فوٹو گرافر

سید محمد حسین


رسالے کی سالانہ ممبر شپ حاصل کرنے کے لئے اس نمبر پر رابطہ کریں۔

00923125197082

اپنی تجاویز دینے کے لئے ہمیں ای میل کریں۔

Email:m.urdu@alnajafy.com

009647807363942

صوت النجف کو مقالات و تحریروں میں تدوین و ترمیم کا مکمل اختیار ہے۔


5 فتویٰ چاند کے بارے میں وضاحت

8 امامت افضل ترین کا حق ہے

11 روزہ امیر المومنین علی علیہ السلام کے کلمات کی روشنی میں

13 رمضان المبارک

15 حضرت خدیجہ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کی بلند پایہ شخصیت

17 مسجد کوفہ کی فضیلت

19 محبت علی علیہ السلام کے فوائد

20 مرجع عالی قدر دام ظلہ سے پوچھے گئے سوالات اور ان کے جوابات

## مرکزی دفتر

# مرجع مسلمین و جہان تشیع حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ الحاج حافظ بشیر حسین نجفی دام ظلہ الوارف

## کا ماہ مبارک رمضان کی مناسبت پر

# خطباء و مبلغین کے نام پیغام

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي نزل الفرقان على عبده ليكون للعالمين نذيراً، والصلاة والسلام على سيد الكونين محمد بن عبد الله المبعوث رحمة للعالمين وهادياً للأمم إلى يوم الدين وعلى آله الغر الميامين واللعنة على اعدائهم اجمعين.

قران مجید میں ارشاد خداوندی ہے کہ

(وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَأُوْلَـئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ). صَدَقَ اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ

اور تم میں سے ایک گروہ کو ایسا ہونا چاہئے جو خیر کی دعوت دے, نیکیوں کا حکم دے,برائیوں سے منع کرے اور یہی لوگ نجات یافتہ ہیں۔

میرے عزیز بھائیو و بیٹو کہ جنہیں اللہ عز وجل نے ایمان اور ولایت اہل بیت علیہم السلام کی نعمت سے نوازنے کے بعد منبروں کے ذریعہ حق و ہدایت کا علمبردار قرار دیا ہے تاکہ وہ امت کو ہدایت کا راستہ دکھائیں۔ ختمی مرتبت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ کی شریعت مقدسہ کی تبلیغ و ترویج اور لوگوں کے نفوس میں دینی و مذہبی بیداری پیدا کرنا بہترین شرف ہے۔ انبیآء ، رسولوں اور ائمہ اہلبیت علیہم السلام کی سنت کا احیاء عظیم شرف ہے انہوں نے دین اسلام کی تبلیغ کے لئے عظیم مشقتوں کا سامنا کیااور اپنی جان تک کی قربانی پیش کی ، اس عظیم شرف کی مبارکباد آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں ۔

ہم اس افضل ماہ مبارک رمضان کے استقبال کی تیاریاں کر رہے ہیں کہ ہمارے نبیؐ اور انکی معصوم ذریت علیہم السلام نے جسکا احیاء عملی و قولی عبادت کے ذریعہ کیا ۔ ہم سب تمام تر طاقت و ہمت اور حوزہ علمیہ نجف اشرف کہ جو دنیاکے تمام حوزوں کی اصل ہے اور علوم اہل بیت علیہم السلام کی نشر و اشاعت کا مرکز ہونے کے ساتھ ساتھ علمائے کرام کی پناہ گاہ ہے کے مقدس انوار سے استفادہ کرتے ہوئےاس عظیم دینی و مذہبی واجب کی ادائیگی پر پُر عزم ہیں، ہمیں کوشش کرناچاہئے کہ تبلیغ کی روح سے خود کو فیضیاب کرنے کے ساتھ ساتھ عطف الٰہی کےزیر سایہ اس عظیم و مقدس عمل کی توفیق ہمیں نصیب ہو اورواضح ہو کہ طولِ تاریخ میں صالحین کا یہی عمل و طریقہ تھا ۔

اس عظیم مناسبت پر ہمیں کچھ ضروری باتوں پر توجہ دینی چاہئے کہ جو ہمارے دینی ، مذہبی و اجتماعی واجبات کے ضمن میں آتے ہیں۔

ا خطباء و مبلغین کرام کو چاہئے کہ وہ لوگوں کے دلوں میں تقوے کی روح کی کاشتکاری ان طریقوں اور اسالیب کے ذریعہ کریں کہ جو سب سے زیادہ فائدہ مند و مؤثرہونے کے ساتھ ساتھ لوگوں کو دین کی جانب جذب کرنے والی ہوں، خطیب کو واقعا ایسا ہونا چاہئے کہ سامعین کے علاوہ صاحبان دین و مذہب کے ساتھ ساتھ عام لوگ بھی اس سے محبت،عاطفت، سرپرستی کا حقیقی احساس کریں تاکہ ان کے

ذریعہ خطیب و واعظ سامعین کے دلوں میں اتر جائے اور اسی معنی کی طرف قران مجید کی اس آیت میں اشارہ کیا گیا ہے (ادعُ إلی سَبیلِ ربِّکَ بِالحِکمَۃِ وَالمَوعِظَۃِ الحَسَنَۃِ ، آپ اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ذریعہ دعوت دیں ) ۔

۲ ابھی کچھ عرصے سے خبیث افکارو منحرف عقائد کے آلہ کاروں کو دین و مذہب کی طاقت اور حوزات علمیہ خاص کر حوزہ علمیہ نجف اشرف کی اہمیت کا اندازہ پہلے کی مناسبت زیادہ ہوا ہے ،خاص کر جب سے دینی مراکز، عتبات عالیات و مقامات مقدسہ اور عراق کی حمایت اور انکے دفاع میں جہاد کفائی کا فتوی حوزہ علمیہ نجف اشرف سے صادر ہوا اور اس نے پوری امت کو طاقت ، عزم ، ہمت سے پُر کردیا اور پھر مجاہدین کی ثبات قدمی اور انکی قربانیوں سے مختلف ملکوں اور جگھوں سے اکٹھی ہوئی اشرار کی فوج ، داعشی دہشت گردوں کوواضح شکست ملی کہ جو مقامات مقدسہ کو اپنے نجس وجود سے نقصان پہنچانے کاناکام ارادہ رکھتے تھے وہی لوگ عوام میں اور خاص کر ہماری وہ جوان نسل کہ جو کالجوں اور یونیورسٹیوں میں زیر تعلیم ہیں انکے درمیان منتشر ہوکر الحاد اور اصول دین کے انکار کے ساتھ ساتھ دین و مذہب اور مرجعیت میں شک و شبہات پیدا کرنے کی پوری کوشش میں لگے ہیں اسلئے لازمی ہے کہ ان منحرف افکار کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جائے اور ہماری جوان نسل میں جن منحرف شیطانی افکار نے اپنی جگہ بنالی ہے اسے وعظ و ارشاد ونصیحت کے ذریعہ اکھاڑ پھینکا جائے تاکہ جس طرح ہمارے بہادر جوانوں نے میدان جنگ میں انہیں شکست کا مزہ چکھایا ہے اسی طرح انہیں یہاں بھی ابدی شکست ہو اور ہم اپنے معاشرے کو متحد رکھنے میں کامیاب رہیں۔

۳ خطباء کرام اور محترم ائمہ جمعہ و جماعت کو چاہئے کہ وہ وعظ و نصیحت کے ساتھ معاشرے کی محترم شخصیتوں سے ملاقات اور ان کے تعاون سےلوگوں کو مسجدوں اور امامبارگاہوں کیجانب لیکر آئیں اسلئے کہ ہمارے معاشرے میں انکی دعوت اور انکا موقف اثر رکھتا ہے ۔

اور اسی مسئلے میں ہماری یہ رائے ہے کہ ائمہ جمعہ و جماعت اور خطباء ملاقاتوں اور زیارتوں کو فروغ دیں تاکہ پابند مومنین کی ہمت افزائی ہو اور غافلوں کو ان کی غفلت سے افاقہ ہو اور پھر ہماری عبادتگاہوں اور مجالس و عظ و ارشاد پُر ہوسکیں۔

۴ ہم سب پر لازمی ہے کہ ہم التفات، حسن خلق اور وعظ و نصیحت سے اس ماہ مبارک کی حرمت کو پامال کرنے والوں اور خاص کر کھلے عام کھانے پینے کو بند کریں اور ان جگہوں پر بھی نظر رکھیں کہ جہاں ان چیزوں کو خفیہ طور پر فروغ دیا جاتا ہے تاکہ شیطان ان جگہوں کو منکرات کے پھیلانے کا ملجا و ماویٰ نہ بنانے پائے ۔

۵ خطباء کرام کو چاہئے کہ وہ معاشرے میں صاحب حیثیت افراد کو ویسے تو پورے سال لیکن خاص کر ماہ مبارک رمضان میں یتیموں۔ بیواؤں، فقیروں، محتاجوں، شہداء کے خانوادوں کی مدد کی رغبت دلائیں تاکہ انہیں بھی با عزت زندگی میسر ہو اور واضح رہے کہ انہیں عیال اللہ سے تعبیر کیا گیا ہے اس لئے انکے تئیں ہم سب ذمہ دار ہیں اور انکی خدمت ہماری ذمہ داری ہے ۔

۶ محترم خطباء و ذاکرین کو چاہئے کہ وہ خدا کی جانب سے انکو عطا کی گئ توفیق خطابت و ذاکری پر شکر کرتے رہیں اور مومنین کرام کو اس پُر آشوب دور میں ولایت محمد و آل محمد علیہم السلام ، عزاداری سرکار سید الشھداء حضرت امام حسین علیہ السلام اور مرجعیت سے بہر حال متمسک رہنے کی تلقین کرتے رہیں اور لوگوں کو تقلید کے مسائل اور اسکی اہمیت سے باخبر کرتے ہوئے دین و عقیدہ اور نظام مرجعیت کے تحفظ میں اپنا کلیدی کردار ادا کرتے رہیں ۔

ہماری یہ آرزو ہےاور آپ سے یہ امید بھی کہ جس طرح آپ لوگ منبر سے خدمت دین و مذہب کررہے ہیں اسی طرح کرتے رہیں لیکن فقھی مسائل کہ جو صرف مراجع کرام، فقہاء و مجتھدین کی ذمہ داری ہے اس سے خود کو دور رکھیں اور مؤمنین کرام کو مرجعیت سے متمسک رہتے ہوئے انکی نصیحتوں اور فتاوے پر عمل کرنے کی نصیحت کرتے رہیں ان شاء اللہ یہ عمل قوم کو مزید انتشار سے بچائے رکھے گا اور ہم سب کی دنیا و آخرت کے لئے فائدہ مند بھی ہوگا

بارگاہِ خداوندی سےبطفیل محمد و آل محمد علیہم السلام دعا گو ہوں کہ تمام مؤمنین کی توفیقات میں اضافہ ہو اور اس مبارک مہینے میں خدا کی رحمتیں ہم سب کے شامل حال رہیں ۔

والسلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

# فتویٰ چاند کے بارے میں وضاحت

مرجع مسلمین و جہان تشیع حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ
الحاج حافظ بشیر حسین نجفی
دام ظلہ الوارف

قال اللہ سبحانہ : فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ

اس آیت سے حکم الزامی کا فائدہ ہوتا ہے کہ ہر وہ انسان جو تکلیف الٰہی کی شرائط کو حامل ہو اس پر واجب ہے کہ وہ ماہ رمضان کو درک کرے تو اس مہینے کے روزے رکھے ۔ ہمیں اس مختصر بیان میں شرائط تکلیف یا خصوصاً روزے کے واجب ہونے کی تمام شرائط سے تعلق نہیں ہے بلکہ صرف ہمیں یہ سمجھنا ہے کہ انسان کس طرح ماہ رمضان کو درک کرے ۔ ہم اس پیچیدہ اور علمی مسئلہ کہ جس کا ارتباط مختلف علوم سے ہے ، مجموعی طور پر اپنے بھائیوں کی خدمت میں پیش کریں گے تاکہ عوام کے ذہن میں پیدا ہونے والے ان شبہات کی روک تھام کی جائے کہ جن کے باعث ان پر ہمارے فتویٰ کے واضح ہونے میں دقت پیش آتی ہے اور وہ فتویٰ یہ ہے :

"کہ ماہ رمضان کے چاند کا کسی جگہ ثابت ہونا سب لوگوں کے لئے کافی ہے کہ یعنی زمین کے کسے خطے پر شرعی حیثیت سے چاند ثابت ہوجائے اور اسی طرح سب لوگوں کے لئے عید ثابت ہونے کے لئے بھی کافی ہے کہ یہ ماہ شوال کا چاند دنیا کی کسی جگہ پر شرعی قواعد کی رو سے ثابت ہوجائے۔"

اگرچہ یہ ہمارا فتویٰ کوئی ابتکاری چیز نہیں ہے کیونکہ بہت سے علماءِ اعلام اور جلیل القدر فقہا نے اس کے درست ہونے کا اطمئنان یا اسی فتویٰ کے التزام کا حکم دیا ہے ۔

علامہ حلی، صاحبِ حدائق ، صاحب مستند ، صاحب مشارق الشموس ، صاحب جواہر ، علامہ حلی کے فرزند فخر المحققین اور صاحب الوافی جیسی ہستیوں سے واضح ہے۔

لیکن بعض مؤمنین پر میرا فتویٰ واضح نہ ہونے کے سبب باعث تشویش بن رہا ہے ان علماء کے نام دلیل حکم شرعی حیثیت نہیں رکھتی ہے اور نہ ہی ان سے شرعی فقہ جعفری کی رو سے اجماع متیسر ہو سکتا ہے ۔

لیکن اس کے باوجود ان ناموں کو ذکر کرنے سے بعض عوام کے دل سے اس وہم کو دور کرنا ہے کہ جس کے باعث وہ خیال کرتے ہیں کہ ہمارا فتویٰ ایک نئی چیز ہے ۔

فتویٰ کی پوزیشن اور اس کی خصوصیت کو واضح کرنے کے لئے کچھ امور کی وضاحت اور ان کا تذکرہ ضروری ہے ۔

ا:زمین کا وہ حصہ جو سورج کی روشنی کے سامنے ہوتا ہے وہ تیز یا مدہم روشنی سے مستفید ہوتا ہے اور اس روشنی کو دن کہا جاتا ہے اور زمین کا وہ حصہ جو سورج سے نکلنے والی کرنوں کے سامنے نہیں ہوتا وہ تاریک ہوتا ہے اور اس تاریکی کو رات کہا جاتا ہے ۔ محوری حرکت سے دنوں حصوں میں تبدیلی آتی

ہے اور یہ کہنا دن اور رات کو زمین پر حرکت آتی ہے یہ تعبیر دقیق نہیں ہے کیونکہ کرنیں مسلسل اپنے مرکز سے حالت حدوث میں ہوتی ہیں اس لئے شاید تعبیر دقیق یہ ہوگی کہ ہر لحظہ سے کرنیں زمین کے کسی نہ کسی حصے میں پڑتی رہتی ہیں اور زمین کا وہ حصہ جو سورج کے سامنے ہو تاریک رہتا ہے البتہ جب سورج گرہن ہوتا ہے اور فرض کیا جائے کہ سورج سارے کا سارا چھپ جائے چاند کے پیچھے تو اس وقت زمین کا وہ حصہ جو سورج کے مقابلے میں ہے وہ بھی تاریکی میں بدل جاتا ہے ۔

اور اگرچہ یہ عادی حالات میں چاند، سورج ہے اور زمین کی اوضاع کے پیش نظر ممکن نہیں البتہ گرہن کے علاوہ کوئی اور سبب بھی ہو سکتاکہ سورج کی کرنوں کو زمین تک پہنچے سے روکے لیکن زمین کا جو حصہ سورج کی کرنوں کے منبعث ہونے والوں کے سامنے ہوتا ہے اسی کو دن کہا جاتا ہے مصادر تشریع میں لفظِ یوم کبھی صرف دن میں استعمال ہوا ہے اور کبھی دن اور رات کے مجموعہ میں استعمال ہوا ہے۔

۲: محوری حرکت کے ایک دورہ کے ختم ہونے سے تاریخ تبدیل ہو تی ہے اگرچہ ابتدائی دورہ جو دنیاوی قانون کے پیش نظر رات کے نصف سے شروع ہوتا ہے لیکن شرعی اور اسلامی نقطہ سے ابتداء رات سے شروع ہوتی ہے اس لئے اسلامی تاریخ رات سے شروعی ہوتی ہے اور دنیا میں حکومتی سطح پر نیم شب سے تبدیلی ہوتی ہے ۔

۳: تاریخ کی ابتدائی صدیوں سے متفقہ طور پر آسٹریلیا کے پیچھے سے جہاں گزشتہ زمانوں میں ابتدا عمران سمجھی جاتی تھی وہیں سے ابتدا تاریخ ہوتی ہے گویا اگر ابتدا عمران وہاں کے اعتبار سے نیم شب کو ہوگی تو وہ تاریخ تبدیل ہو جائے گی اور ابتداء شب جب وہاں ہوگی تو وہ اسلامی تاریخ کی ابتداء ہوگی اور وہ شب جس کی ابتداء وہاں سے ہوتی ہے مثلاً اگر شب جمعہ کو ہوئی ہے تو وہ دنیا کے کسی خطے پر جائے گی تووہ شب جمعہ ہی کہلائے گی اور جب وہ زمین کے گرد چکر لگائے گی اور وہ دوبارہ آسٹریلیا کے اسی جگہ پر پہنچے گی تو ہفتہ کی رات ہوگی ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ زمین کے تمام خطوں پر جمعہ کی رات ایک ہوگی اسی طرح باقی دن اور رات بھی ایک ہوگی اور وہ روشنی جو زمین پر سورج کے مقابل ہونے کی صورت میں ہوگی اور جس کو ہم دن سے تعبیر کریں گے مثلاً روز جمعہ کہلائی گی ۔

۴: شمسی یا قمری مہینے کی تاریخ بھی ہفتے کے دن میں سے کسی دن ہوگی ساری زمین کے ہر طرف وہی تاریخ ہوگی ۔ انگریزی کے پہلے مہینے کی پہلی تاریخ آسٹریلیا میں "ابتداء عمران " اگر جمعہ کو ہوگی تو زمین کے تمام خطوں میں بھی جمعہ ہی کو پہلی تاریخ ہوگی ۔

۵: فلکیات کے قواعد اور اصولوں کے مطابق چاند اپنی حرکت کے لحاظ سے جب سورج کی کرنوں کی لپیٹ میں آجاتا ہے اور اس کو اس وقت عام آنکھ سے دیکھنا آسان نہیں ہوتا اس وقت اس کو کہا جاتا ہے کہ چاند محاق میں آگیا ہے حالانکہ چاند کا وہ حصہ جو سورج کی طرف ہوتا ہے وہ رشن ہوتا ہے اور دوسری طرف کا حصہ تاریک ہوتا ہے اگرچہ عام ذہن میں ہوتا ہے کہ چاند کا نصف روشن ہوتا ہے اور نصف تاریک ہوتا ہے حالانکہ وہ نصف سے زیادہ روشن ہوتا ہے اور نصف سے کم تاریک ہوتا ہے اور چاند اپنی حرکت کے پیش نظر جب سورج کے عمومی کرنوں سے باہر آجائے یعنی چاند کا محیط سورج کے محیط سے نکل جائے تو اس وقت فلکی قواعد کی رو سے چاند کے مہینے کی ابتداء ہوجاتی ہے اور چاند کی اس حالت کو عام آنکھ سے محسوس نہیں کیا جاسکتا بلکہ آلات ے ذریعے سے اور مختلف ذرائع جن کو پرانے علماء استعمال میں لاتے تھے درک کیا جاتا ہے اور کیونکہ چاند ہماری زمین کے لئے ایک ہے اور سورج بھی ایک ہے جب زمین پر رہنے والوں کے لئے چاند اپنی حرکت کی رو سے سورج کے محیط سے نکل جاتا ہے اور زمین والوں کے لئے فلکی اور علمی حیثیت کی رو سے چاند کے مہینے کی ابتدا ہو جاتی ہے البتہ ممکن ہے کہ کوئی وہ سیارہ جو چاند کے پیچھے ہو اور چاند اس کے اور سورج کے درمیان میں ہوتو اس سیارے کی اپنی حرکت کی رو سے ممکن ہے کہ چاند سورج کی کرنوں کی لپیٹ میں ہو اور اس کو وقت حالت محاق میں سمجھ جائے گا ۔ لیکن یہ صرف آلات اور وسائط سے ہی معلوم ہو سکتا ہے ۔

۶: شریعت میں چاند کے مہینے کی ابتداء ہونے کے لئے کافی نہیں ہے کہ چاند زمین پر رہنے والوں کی حرکت وضعی اور اپنی حیثیت سے سورج کے محیط سے نکل جائے بلکہ ضروری ہے کہ چاند کے محیط سے اتنا دور ہوجائے کہ سورج کے غروب ہونے کے وقت چاند کے روشن حصے سے کچھ حصہ زمین پر رہنے والے دیکھ لیں اور کیونکہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ چاند کا نصف یا اس سے زیادہ جو سورج کے سامنے ہوتا ہے وہ ہمیشہ روشن ہوتا ہے اور وہ روشن حصہ چاند اور زمین کے وضعی حرکت سے سورج کے محیط سے نکل کر آہستہ آہستہ زمین کے سامنے آنا شروع ہوجاتا ہے اگر وہ حصہ بہت کم ہو جو نیم دائرہ کی یا قوس کی یا عرجون قدیم کی شکل میں ہوتا ہے اس کو ہلال کہا جاتا ہے ۔

۷: مذکورہ مطالب کی روشنی سے واضح ہے کہ چاند زمین کے دونوں حرکتوں کے لحاظ سے چاند کبھی ہلا ل اور کبھی بدر بنتا ہے جب چاند کا وہ تمام روشن حصہ زمین کے کسی حصے کے مقابل میں آجائے تو اس کو بدر کہا جاتا ہے مہینے

میں چاند ایک ہی شب میں سب کے لئے ہلال ہوتا ہے البتہ یہ ہوسکتا ہے کہ زمین کے کچھ خطوں پر رہنے والے چاند کو ہلال کی صورت میں پہلے دیکھیں یا بعد میں دیکھیں اور اسی طرح بدر کی صورت میں پہلے دیکھیں یا کچھ وقت کے بعد میں دیکھیں۔

اور گزشتہ مطالب کی روشنی میں یہ بھی واضح ہوگیا ہے کہ زمین کے گرد حرکت کرنے والی تاریکی ہفتہ کے دنوں میں سے ایک ہی دن کے نام کی حامل ہوگی یعنی اگر ابتدا آبادی (آسٹریلیا) میں آنے والی تاریکی اس علاقے والوں کے لئے شب جمعہ ہوتو وہی تاریکی زمین کے جس علاقے میں جائے گی وہاں بھی شب جمعہ ہی ہوگی اور جس طرح وہ نصف شب آسٹریلیا والوں کے لئے جنوری کی پہلی رات ہوگی اسیطرح زمین کے تمام جگہوں کے لئے پہلی رات ہوگی اور وہی شب اگر محرم کی آسٹریلیا والوں کے لئے پہلی رات ہوگی تو وہی شب زمین کے تمام حصوں میں سے جہاں جہاں جائے گی وہ محرم کی پہلی رات ہوگی اور اسی طرح اس شب کے بعد میں آنے والا دن تمام دنیا کے لئے پہلا دن اور پہلی تاریخ ہوگی ۔

۸:واضح ہونا چاہئے کہ تاریخ کی تبدیلی پنجگانہ نمازوں کے اوقات سے مرتبط ہے یعنی یہ بالکل ضروری نہیں ہے کہ اگر عید کی نماز دنیا کے کسی خطے میں کسی ٹائم پڑھی جائے اور باقی خطوں میں بھی اسی وقت پڑھی جائے اسی طرح نمازِ صبح ، ظہر، مغرب اور عشاء کا بھی یہی حکم ہے کیونکہ نمازوں کے وقت کا ارتباط سورج اور زمین کی حرکت سے مرتبط ہے اور اسی طرح یہ بھی واضح ہو گیا کہ ضروری نہیں اگر کسی خطے میں شام کے چھ بجے ہلال نظر آئے تو دنیا کے باقی خطوں میں بھی اسی وقت نظر آنا چاہئے البتہ وہ مثلث جو چاند دیکھنے والے کے موقف اور ہلال اور افق کے لحاظ سے رو نما ہوتی ہے اس مثلث کے زاویے کا ایک ہونا سب خطوں کے لئے ضروری نہیں ہے بلکہ جہاں بھی ہلال نظر آئے وہاں کے وقت رؤیت کے حساب سے مثلث کا زاویہ مشخص ہوگا۔

۹:متعدد روایات سے واضح ہے کہ شریعت میں وحدت افق کو پیش نظر رکھا گیا ہے البتہ بعض روایات کے سمجھنے میں بعض قدماء اور متاخرین سے تساہل ہوا ہے اور اس سے اشتباہ تعدد افق پیدا ہوا ہے ۔

۱۰:وہ مفاسد جو تعدد افق کی بنا پر لازم آتے ہیں وہ اس قدر اور اتنے مہم ہیں کہ ان سے چھٹکارا تعدد افق کے ماننے والوں کے لئے بہت مشکل ہے مثلاً امام حسینؑ کی شہادت تعدد افق کے اعتبار سے متعدد دن ہوگی ، امام زمانہ (عج) کی خدمت میں فرشتے شب قدر میں متعدد بار آئیں گے ۔ ایک شخص کی عمر ایک خطے کے اعتبار سے مختلف ہوگی جس خطے میں پہلے چاند نظر آگیا وہاں کے لحاظ سے اس کی عمر کا سال پورا ہو گیا اور جہاں نظر نہیں آیا وہاں کے لحاظ سے اس کی عمر کا سال پورا نہیں ہوا ۔ پہلے خطے کے لحاظ سے وہ بالغ ہوگا اور دوسرے خطے کے لحاظ سے وہ بالغ نہیں ہوگا ۔ اسی طرح پہلے خطے کے اعتبار سے عدتِ طلاق ختم ہوگی اور دوسرے خطے کے اعتبار سے عدت طلاق ختم نہیں ہوگی اگر عدت چاند کی تاریخ کے اعتبار سے ہو ۔ اور موقف عرفات اور موقف مشعر الحرام مختلف خطوں کے اعتبار سے متعدد ہوگا ، شب معراج حالانکہ وہ ایک ہے تعدد افق کے اعتبار سے متعدد ہوگی وغیرہ وغیرہ۔

ہم نے مذکورہ بالا مطالب کو صرف عام مؤمنین پر اپنا فتویٰ "وحدتِ افق "کو واضح کرنے کے لئے پیش کیا ہے اور ان مطالب میں علمی بحث اہلِ اختصاص کے ساتھ حوزہائے علمیہ میں ہی ہو سکتی ہے ۔

دعا ہے کہ خداوند عالم مجھے شیعہ قوم کی خصوصاً برصغیر کے شیعہ لوگوں کی مزید خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور نجف اشرف کے حوزہ کی بلندی کے لئے اور زیادہ توفیق مرحمت فرمائے ۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

# امامت افضل ترین کا حق

مرجع مسلمین و جہان تشیع حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ
الحاج حافظ بشیر حسین نجفی
دام ظلہ الوارف

امامت دین اور دنیا کی اس عمومی رہبری کو کہتے ہیں جو رسول اکرم ﷺ کی نیابت میں ایک شخص کو حاصل ہوتی ہے تاکہ وہ شریعت کی حفاظت کرے۔ حضور خاتم النبیین ﷺ کے بعد ان کے قائم مقام کا منصوب ہونا واجب ہے اور اس امر پر سوائے چند فرقوں کے تمام اسلامی فرقے متفق ہیں۔ بعض اہل سنت یہ کہتے ہیں کہ نصبِ امام کا وجوب عقلی ہے۔

بشر کو 'دین اور تکلیف 'کی طرف دعوت دینا لطف ہے اور خدا وندِ عالم پر واجب ہے لہٰذا جس طرح لوگوں کی اصلاح و فلاح کا اہتمام کرنے اور فساد کا قلع قمع کرنے کے لئے ایک نبی کا مبعوث ہونا ضروری ہے بالکل اسی طرح نبی کے احکام لوگوں تک پہنچانے، اسلامی حدود قائم کرنے، دین اسلام کی حفاظت کرنے، لوگوں میں عدل برقرار رکھنے، ان کے درمیان حق و انصاف کے مطابق فیصلے کرنے اور انہیں عبادت، معاملات اور سیاسیات کے احکام بتانے کے لئے ایک امام کا ہونا بھی ضروری ہے۔ اس سے ظاہر ہوا کہ امام بھی ایک لطف ہے اور لطف صاحب الطاف پر واجب ہے۔ لہٰذا جس طرح نبی کو مبعوث کرنا خداوندِ عالم پر واجب ہے بالکل اسی طرح امام کو منصوب کرنا بھی واجب ہے۔ بنا بر ایں امامت کسی بشری حکومت کا نام نہیں ہے بلکہ ایک الٰہی منصب ہے جو حکومت الٰہیہ کی اساس پر قائم ہے۔

حضرت سید المرسلین ﷺ کی جانشینی ایک بہت ہی عالی منصب ہے اور اس منصب کی ذمہ داریوں سے کماحقہ عہدہ برآن ہونے کے لئے امام کا بعض مخصوص اوصاف سے متصف ہونا ضروری ہے۔ چنانچہ جس طرح نبوت کے لئے عصمت شرط ہے اسی طرح امامت کے لئے بھی عصمت شرط ہے اور اس کے لئے دلیل بعینہٖ وہی ہے جو نبی کے معصوم ہونے کے بارے میں بیان کی گئی ہے کیونکہ اگر امام معصوم اور ہمہ صفت موصوف نہ ہو تو اس پر وثوق اور بھروسہ نہیں رہے گا اور لوگ اس کی اطاعت نہیں کریں گے۔ نتیجتاً اس کے نصب کرنے کی غرض یعنی حفاظت شریعت بھی حاصل نہیں ہوگی۔ امام کا معصوم اور نقائص و عیب سے منزہ ہونا اس لئے بھی ضروری ہے کہ لوگ اس سے متنفر نہ ہوں ورنہ وہ اس کے اوامر و نواہی کو قبول نہیں کریں گے۔

اس کو اپنے زمانے کے تمام لوگوں سے افضل ہونا بھی ضروری ہے کیوں کہ مفضول کو افضل پر مقدم کرنا عقلاً قبیح ہے اور خدائے بزرگ و برتر کی ذات سے فعل قبیح کا صدور محال ہے۔

جیسا کہ اوپر بیان ہوا امام کا منصب ایک الٰہی منصب ہے اور وہ لوگوں کا بنایا ہوا یا منتخب کیا ہوا نہیں ہوتا بلکہ منصوص من اللہ ہوتا ہے تاہم مسلمان غیبت امام کے دوران میں اسلامی حکومت قائم کرنے کے مجاز ہیں لیکن یہ بحث ہمارے موجودہ موضوع سے خارج ہے اور اس سلسلے میں دوسری متعلقہ کتابوں سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

ہمارا ایمان ہے کہ سول اکرم ﷺ کے بارہ جانشین ہیں جو سب امام برحق ہیں۔ ان میں سب سے پہلے امام جنابِ امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام ہیں۔ آپ کی امامت پر بے شمار دلائل ہیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

## حدیث دار:

جب یہ آیت نازل ہوئی:

وَ أَنْذِرْ عَشيرَتَكَ الْأَقْرَبين (سورہ شعراء آیت ۲۱۴)

اور اپنے رشتہ دار کو ڈراؤ۔

تو رسول اکرم ﷺ نے امام علی علیہ السلام کو حکم دیا کہ بنی ہاشم کے لئے ضیافت کا اہتمام کریں اس موقع پر حضور اکرم ﷺ نے حضرت علی علیہ السلام کے متعلق ارشاد فرمایا :

هذا اخی و وصی ----

یعنی یہ میرا بھائی ہے ، میرا وصی ہے ، میرے بعد میرا خلیفہ ہے اور میرا وارث ہے تم لوگ اس کی باتیں سنو اور اس کی اطاعت کرو ۔

## حدیث غدیر :

تمام مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حجۃ الوداع سے واپسی پر رسول اکرم ﷺ نے غدیر خم کے مقام پر مسلمانوں کے اجتماع سے مخاطب ہو کر فرمایا

الست اولیٰ من انفسکم

یعنی کیا میں تمہاری جانوں سے بھی بہتر اور اولیٰ نہیں ہوں ؟

اس پر لوگوں نے جواب دیا : بلیٰ یعنی بے شک آپ ہماری جانوں سے بھی بہتر اور اولیٰ ہیں ۔ تب آپ نے فرمایا : من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ

اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے پہلے لوگوں سے اقرار لیا کہ آپ ان کی جانوں سے بہتر اور اولیٰ ہیں اور پھر حضرت علی علیہ السلام کو مولائیت میں اپنے برابر قرار دیا ۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حدیث میں لفظ مولا سے مراد اولیٰ ہی ہے لہٰذا حضرت علی علیہ السلام مؤمنوں کی جانوں اور نفسوں سے اولیٰ ہیں اور یہی منصبِ امامت ہے ۔

## حدیث طائر :

اس حدیث میں رسول اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے دعامانگی کہ اے اللہ ! اپنے محبوب ترین بندے کو میری طرف بھیج تاکہ وہ میرے ساتھ مل کر یہ پرندہ کھائے ۔ اس وقت حضرت علی علیہ السلام وہاں پہنچے اور حضور رسالتمآب ﷺ کے ساتھ اس پرندے کا گوشت کھانے میں شریک ہوئے ۔ یہ حدیث حضرت علی علیہ السلام کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے کیونکہ خداوند عالم بلا استحقاق ان سے محبت نہیں کرتا اورجب وہ افضل ہیں تو مفضول کو افضل پر فوقیت نہیں دی جاسکتی۔

## حدیث منزلت :

اس حدیث میں رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا :

انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی

یعنی اے علیؑ ! تم میرے نزدیک ایسے ہی ہو جیسے ہارونؑ موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک تھے مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے ۔

یہ روایت تمام روایتوں میں واضح الثبوت اور صحیح السند ہے اور شیعہ سنی اکابر علمائے حدیث نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ جب رسول اکرم ﷺ غزوہ تبوک کے موقع پر حضرت علی علیہ السلام کو مدینہ منورہ میں خلیفہ مقرر فرما کر گئے اس وقت یہ حدیث ارشاد فرمائی ۔ آپ نے اس حدیث کا اعادہ کئی دیگر مواقع پر بھی فرمایا ۔

قرآن مجید اور کتب تواریخ سے یہ بات ثابت ہے کہ حضرت ہارونؑ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھائی ، شریک نبوت اور تبلیغ و رسالت میں ان کے وزیر تھے ۔ خداوندِ عالم نے حضرت ہارونؑ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے قوت بازو بنایا تھا اور اگر وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد زندہ رہتے تو ان کے خلیفہ اور امام واجب الاطاعت ہوتے ۔ رسول اکرم ﷺ نے یہاں حضرت علی علیہ السلام کے لئے وہ تمام منزلیں ثابت کر دی ہیں جن پر حضرت ہارونؑ فائز تھے اور سوائے نبوت کے کسی سے مستثنیٰ نہیں کیا۔ لہٰذا منصب امامت آپ کے لئے بدیہی طور پر ثابت ہے ۔

## آیت ولایت

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے :

إِنَّما وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَ رَسُولُهُ وَ الَّذينَ آمَنُوا الَّذينَ يُقيمُونَ الصَّلاةَ وَ يُؤْتُونَ الزَّكاةَ وَ هُمْ راكِعُونَ

تمہارا ولی تو صرف اللہ اور اس کا رسول اور وہ اہل ایمان ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں اور حالت رکوع میں زکوۃ دیتے ہیں۔ مائدہ۵۵

یہ آیتِ مبارکہ اس وقت نازل ہوئی جب حضرت علی علیہ السلام نے رکوع کی حالت میں ایک سائل کو انگشتری عطا فرمائی چنانچہ سیوطی نے اور علی ابن احمد الواحد نیشاپوری نے اسبابِ نزول میں اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ خداوندِ عالم نے ولایت کو اپنی ذات اور رسولِ اکرم ﷺ اور رکوع میں زکات دینےوالے میں حصر کیا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ اور رسول مقبول ﷺ کی ولایت کے معنیٰ اولیٰ کے ہیں اور چونکہ حضرت علی علیہ السلام کی ولایت بھی اللہ اور رسول ﷺ کی ولایت کے ردیف میں مذکور ہے لہٰذا اس کا مطلب بھی اولیٰ ہی ہے ۔ حضرت علی علیہ السلام کے فضائل کے بارے میں دلائل کی ایک طویل فہرست ہے آپ علم و حلم شجاعت و سخاوت ، عبادت و عدالت ، فصاحت و بلاغت،زہد و تقویٰ ، سیاست اور جہاد اور اسلام میں سبقت و غیرہ کے اعتبار سے تمام صحابہ کرام میں افضل ہیں اور چونکہ افضل پر غیر افضل کو مقدم کرنا عقلاً قبیح ہے لہٰذا آپؑ سب پر مقدم ہیں ۔ حضرت علیؑ کے علم و دانش کے بارے میں

رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا: اقضاکم علی یعنی تم میں سب سے بہتر فیصلہ کرنے والے علیؑ ہیں اور فرمایا انا مدینۃ العلم و علی بابھا فمن اراد المدینۃ فلیأت الباب یعنی میں ایک شہر علم ہو ں اور علیؑ اس کا دروازہ، پس جو شہر میں داخل ہونا چاہے وہ دروازے سے آئے ۔

صحابہ کرام اکثر و بیشتر حضرت علیؑ کی طرف رجوع کرتے تھے لیکن حضرت علیؑ نے کبھی کسی صحابی کی طرف رجوع نہیں کیا ، حدیث ثقلین بھی حضرت علی علیہ السلام اور آپؑ کی اولا د کے سب سے زیادہ عالم ہونے کی واضح دلیل ہے آپ قوت حدس و ذکاوت میں بھی تمام صحابہ کرام میں ممتاز ترین حیثیت رکھتے تھے آپؑ نے کئی ایک غیبی خبروں کی پیش گوئی بھی فرمائی مثلاً آپؑ نے خود اپنی اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کی پیش گوئی فرمائی اور نہروان میں ہونے والے واقعات کی پیشگی خبر دی آپ ہمیشہ رسول اکرم ﷺ کے ساتھ رہے اور حضور ﷺ کی ہی آغوشِ مبارک میں پرورش پائی آپ نے آنحضرت ﷺ سے وہ علوم حاصل کیۓ جو کسی دوسرے کے حصے میں نہیں آئے ، حضرت علی علیہ السلام میدان کار زار کے عظیم شہسوار ہیں اور آپؑ کی بہادری اور شجاعت ضرب المثل ہے ، غزواتِ بدر ، احد ، احزاب اور حنین کے واقعات آپ کی جانثاری اور افضیلت پر شاہد ہیں ، آپؑ نے کبھی بھی میدانِ جنگ میں پیٹھ نہیں دکھائی اور کوئی بڑے سے بڑا تجربے کار جنگجو بھی آپؑ کے مقابلہ میں نہیں ٹھہر سکا ، آپؑ کا اسم مبارک دلاوری اور فداکاری اور فتح و نصرت کی علامت سمجھا جاتا ہے

اگر خواہی کہ روز رزم بر دشمن شوی غالب
بکن بر تیغ خود نام علی ابن ابی طالب

جناب امیرؑ کی سخاوت میں برتری پر آیت یوفون بالنذر شاہد ہے آپؑ نے اپنے نفس پر سائل کو ترجیح دی چنانچہ خود بھوکے رہے اور کھانا سائل کو دے دیا آپؑ نے اپنے ہاتھ کی کمائی سے حاصل کردہ ایک ہزار غلام آزاد کیۓ اور کبھی کسی سائل کو اپنے دروازے سے مایوس نہیں لٹایا ، اسی لیے فریق مخالف نے آپؑ کے بارے میں کہا کہ اگر علیؑ کے پاس ایک کمرے میں بھوسا اور دوسرے میں سونا ہوتا تو وہ سونے کو بھوسے سے پہلے راہِ خدا میں دے دیتے ۔ آیتِ نجویٰ پر سوائے آپؑ کے کسی نے عمل نہیں کیا ، حضرت علی علیہ السلام کا زہد و عبادت آپؑ کی سیرت سے واضح ہے ، آپؑ نے دنیا کو طلاقِ بائن دے دی اور فرماتے تھے اے زرد اور سفید دنیا میرے سوا کسی اور کو دھوکا دے ، آپؑ شب و روز نماز میں مشغول رہتے تھے جہاں تک کہ آپ کی پیشانی پر خم پڑ گیا تھا ، نماز اس قدر خشوع و خضوع سے پڑھتے تھے کہ ایک دفعہ جسمِ اطہر میں لگا ہوا ایک تیر نماز کے دوران نکا ل لیا گیااور آپؑ کو خبر بھی نہ ہوئی ، جو دعائیں آپؑ سے نقل ہوئیں ہیں وہ آپ کی کثرتِ عبادت کی شاہد ہیں حتیٰ کہ امام علی ابن الحسین علیہ السلام جنھیں کثرتِ عبادت کی بنیاد پر زین العابدین اور سید الساجدین کے القاب ملے اپنے جد بزرگوار کی عبادت کے مقابلے میں اپنی عبادت کو ہیچ سمجھتے تھے لوگوں نے نمازِ شب اور نوافل کو بجالانا آپؑ ہی سے سیکھا ، آپؑ کی غذا بے حد سادہ اور قلیل ہوتی تھی ، آپؑ جو کی روٹی تناول فرماتے تھے جس کے ساتھ نمک یا سرکہ ہوتا۔

تیری ذات میں ہے اگر شرر تو خیال فقر و غنا نہ کر
کہ جہاں میں نانِ شعیر پر ہے مدارِ قوتِ حیدری !

آپؑ کا لباس بھی بے حد سادہ ہوتا تھا چنانچہ خود ارشاد فرماتے تھے کہ میں نے اپنی قمیض میں اس قدر پیوند لگائے کہ مجھے پیوند لگانے سے شرم محسوس ہونے لگی حالانکہ آپؑ کے پاس شام کے علاوہ تمام علاقوں سے بے شمار مال آتا تھا لیکن آپؑ یہ مال لوگوں میں تقسیم فرما دیتے تھے ، خود آپ کا کفش اور نیامِ تلوار لیفِ خرما کا ہوتا تھا اور جب آپؑ نے جام شہادت نوش فرمایا تو ورثے میں کوئی مال نہیں چھوڑا ، حضرت علی علیہ السلام صحابہ کرام میں سب سے زیادہ حلیم تھے اور ہمیشہ عفو و درگزر سے کام لیتے حتیٰ کہ اپنے بد ترین دشمنوں کو بھی معاف فرما دیتے تھے ، آپؑ نے جنگ جمل میں مروان اور ابن زبیر کو معاف کر دیا ، اسی طرح آپ نے جنگ صفین میں عمر بن عاص اور بشر ابن ارطاۃ سے بھی اس وقت در گزر فرمایا جب کہ آپؑ کو ان پر مکمل تسلط حاصل ہو چکا تھا ، جنگ صفین میں ہی جب دریا کا گھاٹ فریق مخالف کے قبضے میں آیا تو اس نے آپؑ کے لشکر پر پانی بند کر دیا لیکن جب بعد میں گھاٹ پر آپؑ کا قبضہ ہوگیا تو آپ نے فریق مخالف کے لشکر پر پانی بند نہیں کیا ، آپؑ اپنے زمانے کے بہترین قاضی تھے اور عدل و انصاف آپؑ کی فطرت میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا آپ جو مال آتا اسے لوگوں میں برابر تقسیم فرماتے اور خود اس میں سے ایک فرد کے برابر حصہ لیتے ، جب آپؑ کے بھائی جناب عقیل نے کچھ زیادہ طلب کیا تو آپؑ نے جواب میں جو کچھ ارشاد فرمایا وہ مشہور ہے ، حضرت علی علیہ السلام کی فصاحت و بلاغت تو اظہر من الشّمس ہے آپؑ فصحاء کے امام اور بلغاء کے امام ہیں لوگوں نے خطابت اور کتابت آپؑ سے سیکھی ، قریش میں رسولِ اکرم ﷺ کے بعد فصاحت و بلاغت کے طریقے آپ نے ہی بتائے ، نہج البلاغہ جو آپ کے خطبات اور مکتوبات کا مجموعہ ہے آپؑ کے افصح الناس ہونے کا واضح ثبوت ہے ، آپؑ کے بے شمار اوصاف جو آپؑ کی افضیلت پر دلیل ہیں مختلف کتابو ں میں مفصلاً درج ہیں ۔ حضرت علی علیہ السلام کی طرح باقی گیارہ آئمہ علیہم السلام بھی بر حق اور منصوص من اللہ ہیں ، حضرت علی علیہ السلام نے امام حسن علیہ السلام کی امامت پر ، اور امام حسن علیہ السلام نے امام حسین علیہ السلام کی امامت پر نص قائم فرمائی ، اس کے بعد ہر امام نے دوسرے امام کی امامت پر نص قائم کی اور یہ بات شیعہ مذہب میں بالتواتر ثابت ہے ۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

# روزہ امیر المومنین علی علیہ السلام کے کلمات کی روشنی میں

مولانا شہباز حسین مہرانی

ماہ رمضا ن المبارک تقرب الٰہی کی بہار ہے اور اس بہار میں جو چیز مومنین پر واجب کی گئی ہے وہ روزہ ہے جس کی طرف سورہ بقرہ آیت ۱۸۳میں واضح حکم ہے۔ روزہ دین اسلام کے بنیادی ستونوں میں سے ایک ہے اور ان عظیم فرائض میں سے ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر واجب کیا ہے۔

ہم اس مقالہ میں روزہ کے بارے میں نہج البلاغہ سےامیر المومنین علی علیہ السلام کے نورانی کلام سے استفادہ کرتے ہوئے چند اقتباسات پیش کرنے کی کوشش کریں گے۔

## (الف )روزہ اللہ تعالیٰ سے توسل کا بہترین وسیلہ ہے :

امیر المومنین علی علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ :

**إنَّ أَفْضَلَ مَا تَوَسَّلَ بِهِ الْمُتَوَسِّلُونَ إِلَى اللَّهِ سُبْحَانَهُ وَ تَعَالَى وَ صَوْمُ شَهْرِ رَمَضَانَ فَإِنَّهُ جُنَّةٌ مِنَ الْعِقَابِ**

بیشک اللہ تعالیٰ کی طرف وسیلہ ڈھونڈنے والوں کے لیے بہترین وسیلہ اور ماہ رمضان کے روزے رکھنا ہے، پس بیشک روزہ عذاب سے ڈھال و سپر ہے۔

جس سے کسی شے کی قربت حاصل کی جاتی ہے اس کو وسیلہ کہتے ہیں۔

وسیلہ کے بارے میں ارشاد رب العزت ہے کہ :

**يا أَيُّهَا الَّذينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَ ابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسيلَةَ وَ جاهِدُوا في سَبيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُون** (سورہ مائدہ۳۵)'

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف(قربت کا)ذریعہ اور وسیلہ تلاش کرو اور اس کی راہ میں جہاد کرو شاید تمہیں کامیابی نصیب ہو۔

وسیلہ کے بہت سارے مصادیق ہیں مثلا : اتباع رسولؐ، ذات رسول (ص) رضائے رب کے لیے وسیلہ ہیں۔

اور اسی طرح مولائے متقیان حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام سے روایت ہے کہ :

**قال أمير المؤمنين (عليه السلام) في قوله تعالى: وَ ابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ: «أنا وسيلته»(المناقب: ۲: ۵۷)**

آپؑ نے وَ ابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ کے بارے میں فرمایا: انا وسیلته میں اس (تک پہنچنے) کا وسیلہ ہوں۔

مندرجہ بالا نہج البلاغہ کی روایت میں مولائے متقیان علی علیہ السلام وسیلہ کے مصادیق کو بیان کرتے ہوئے ایک مصداق روزے کو بیان فرما رہے ہیں۔

اور اسی کے ساتھ آپ علیہ السلام نے روزہ کا ایک بہت بڑا فائدہ بیان فرمایا کہ روزہ عذاب سے بچنے کے لیے ایک ڈھال اور سپر ہے۔

## (ب) روزہ رکھنا مولا علی علیہ السلام کا شیعہ ہونے کی علامت ہے :

امام علی علیہ السلام نے اپنے باوفا اصحاب کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ :

**مُرْهُ الْعُيُونِ مِنَ الْبُكَاءِ خُمْصُ الْبُطُونِ مِنَ الصِّيَامِ ذُبُلُ الشِّفَاهِ مِنَ الدُّعَاءِ۔** (نهج البلاغه ۱۲۱)

رونے سے ان کی آنکھیں سفید ، روزوں سے ان کے پیٹ لاغر ، دعاؤں سے ان کے ہونٹ خشک۔

بیشک امام علی علیہ السلام کا شیعہ کہلانے کا اسی کو حق ہے جس میں یہ علامات پائی جاتی ہوں۔

روایت میں آیا ہے کہ :

**أَنَّهُ رَأَى قَوْماً عَلَى بَابِهِ فَقَالَ يَا قَنْبَرُ مَنْ هَؤُلَاءِ فَقَالَ شِيعَتُكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فَقَالَ مَا لِي لَا أَرَى فِيهِمْ سِيمَاءَ الشِّيعَةِ قَالَ وَ مَا سِيمَاءُ الشِّيعَةِ قَالَ خُمْصُ الْبُطُونِ مِنَ الطَّوَى يُبْسُ الشِّفَاهِ مِنَ الظَّمَاءِ عُمْشُ الْعُيُونِ مِنَ الْبُكَاءِ (بحار الأنوار, ج ٦٤ , ص ٢٤٨)**

امیر المومنین علی علیہ السلام نے ایک جماعت کو اپنے دروازہ پر دیکھا ، تو قنبر سے پوچھا کہ یہ کون ہیں ؟ قنبر نے کہا کہ یا امیر المومنین یہ آپ کے شیعہ ہیں ۔آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا : کیا وجہ ہے کہ یہ شیعہ کہلاتے ہیں اور ان میں شیعوں کی کوئی علامت نظر نہیں آتی ۔ اس پر قنبر نے دریافت کیا کہ شیعوں کی علامات کونسی ہیں ؟

آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ : بھوک سے ان کے پیٹ لاغر ، پیاس سے ان کے ہونٹ خشک اور رونے سے ان کی آنکھیں بے رونق ہو گئی ہوتی ہیں ۔ بیشک حقیقی شیعہ وہ ہے جس میں یہ علامات پائی جاتی ہوں ۔

## (ج ) اگر اپنی حفاظت چاہتے ہو تو ماہ رمضان کے روزہ رکھو :

امیر المومنین علی علیہ السلام خطبہ قاصعہ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ :

**وَ عَنْ ذَلِكَ مَا حَرَسَ اللَّهُ عِبَادَهُ الْمُؤْمِنِينَ بِالصَّلَوَاتِ وَ الزَّكَوَاتِ وَ مُجَاهَدَةِ الصِّيَامِ فِي الْأَيَّامِ الْمَفْرُوضَاتِ تَسْكِيناً لِأَطْرَافِهِم**

اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں کی نماز ، زکات اور مقررہ روزوں کے جہاد کے ذریعے حفاظت کرتا ہے اور ان کے اعضاء و جوارح کو سکون عطا کرتا ہے ۔ شیطان اور نفس امارہ کی اتباع اور پیروی سب سے بڑی مصیبت ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس حملہ سے بچنے کے لیے انسان پر عبادات کو فرض کیا ہے، ان میں سے ایک روزہ ہے تاکہ انسان داخلی اور خارجی دشمن سے محفوظ رہ سکے ۔جب انسان دشمن کے حملوں سے محفوظ ہو تو انسان کی زندگی سکون سے گزرے گی ۔

## (د)روزہ جسم کی زکواۃ ہے :

امیر المومنین علی علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ :

**وَ لِكُلِّ شَيْءٍ زَكَاةٌ وَ زَكَاةُ الْبَدَنِ الصِّيَامُ**

ہر چیز کی زکواۃ ہوتی ہے اور بدن کی زکواۃ روزہ ہے ۔

## (ھ) حقیقی روزہ دار :

امیر المومنین علی علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ :

**كَمْ مِنْ صَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ صِيَامِهِ إِلَّا الْجُوعُ وَ الظَّمَأُ**

بہت سے روزہ دار ایسے ہیں جنہیں روزوں کا ثمر بھوک اور پیاس کے علاوہ کچھ نہیں ملتا ۔

اور اسی طرح آپ علیہ السلام سے مروی ہے کہ :

**ليس الصوم الإمساك عن المأكل و المشرب الصوم الإمساك عن كل ما يكرهه الله سبحانه ( شرح نهج البلاغة لابن أبي الحديدج ٢٠ ص ٢٩٩ )**

کھانے پینے سے ہاتھ کھینچ لینا حقیقی روزہ نہیں ہے ، روزہ یعنی ہر وہ چیز جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے اس سے ہاتھ کھینچ لینا ۔

اگر عبادات کو شرائط اور آداب کے ساتھ انجام نہ دیا جائے تو وہ عبادات ثمرآور نہیں ہوتیں بلکہ اللہ کے نزدیک اثرآور نہیں ہیں ، جس طرح مندرجہ بالا روایات سے صاف ظاہر ہے کہ حقیقی روزہ اس وقت ہے جب شرائط اور آداب کے ساتھ انجام دیا جائے ۔

## (و) روزہ اللہ تعالیٰ اور اس کے بندے کے درمیان راز ہے

امیر المومنین علی علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ :

**الصوم عبادة بين العبد و خالقه لا يطلع عليها غيره و كذلك لا يجازي عنها غيره (شرح نهج البلاغة لابن أبي الحديد ج ٢٠ ص ٢٩٦)**

روزہ بندے اور خالق کے درمیاں ایسی عبادت ہے جس پر کوئی ان دونوں کے علاوہ اطلاع نہیں رکھتا اور اسی طرح اس کی جزاء اس (ذات پروردگار ) کے علاوہ کوئی غیر نہیں دیتا ۔

اور اسی طرح امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ :

**إِنَّ اللَّهَ- تَبَارَكَ وَ تَعَالَى- يَقُولُ: الصَّوْمُ لِي، وَ أَنَا أَجْزِي عَلَيْهِ(كافي( ط- دار الحديث) ج ٧ ص ٣٧١ )**

بیشک اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ : روزہ میرے لیے ہے اور اس کی جزاء میں دوں گا ۔

ان تمام بالا نورانی کلمات سے ایک بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ مومن کبھی بھی ماہ رمضان مبارک کے روزوں کو بغیر عذر شرعی کے ترک نہیں کرتا ۔اور روزے کے بہت سارے فوائد ہیں ان میں سے چند ایک کی طرف مولائے متقیاں علی السلام نے اپنے کلمات میں اشارہ فرمایا کہ روزہ عقاب و عذاب سے بچنے کے لیے ڈھال اور سپر ہے اور اسی طرح جسم کی زکواۃ ہے ۔اور اللہ تعالیٰ اس بندے کی حفاظت کرتا ہے جو حقیقی معنی میں روزہ رکھتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ بحق امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف ان کلمات نورانی پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرما اور ہمیں حقیقی روزہ رکھنے کی توفیق عطا فرما ۔

اللھم صل علی محمد و آل محمد و عجل فرجھم ۔

# ماہ صیام

مولانا روشن علی نجفی

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِی أُنزِلَ فِیهِ الْقُرْءَانُ هُدًی لِّلنَّا سِ وَ بَیِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَی وَ الْفُرْقَانِ فَمَن شَهِدَ مِنکُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ وَ مَن کَانَ مَرِیضًا أَوْ عَلَیَ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَیَّامٍ أُخَرَ یُرِیدُ اللَّهُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَ لَا یُرِیدُ بِکُمُ الْعُسْرَ وَ لِتُکْمِلُواْ الْعِدَّةَ وَ لِتُکَبِّرُواْ اللَّهَ عَلَیَ مَا هَدَئکُمْ وَ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُونَ (سورہ بقرہ آیت ۱۸۵)

ترجمہ: رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن مجید ناز ل کیا گیا جو لوگوں کے لئے ہدایت ہے اور ایسے دلائل پر مشتمل ہے جو ہدایت اور ( حق و باطل میں ) امتیاز کرنے والے ہیں ، لہٰذا تم میں سے جو شخص اس مہینہ کو پائے وہ روزہ رکھے اور جو بیمار اور مسافر ہو وہ دوسرے دنوں میں مقدار پوری کرے ، اللہ تمارے لئے آسانی چاہتا ہے اور تمہیں مشقت میں نہیں ڈالنا چاہتا اور وہ چاہتا ہے کہ مقدار پوری کرو اور اللہ نے تمہیں جس ہدایت سے نوازا ہے اس پر اللہ کی عظمت اور کبریائی کا اظہار کرو شائد تم شکر گزار بن جاؤ ۔

**شھر:** ظاہر اور آشکار ہونا ، گردش آفتاب کے بارہ حصوں میں سے ایک حصہ کو" شہر " ماہ کہتے ہیں یہ شہرت و ظہور کے معنوں سے لیا گیا ہے ۔

**رمضان:** رمض سے مشتق ہے جو سور ج کی سخت تپش کی معنوں میں ہے اس سے روزوں کا مہینہ مقصود ہے جس طرح کہا جاتا ہے کہ رمض الشیء کسی چیز کی حرارت سخت ہونا ، رمضت الارض زمین پر تیز دھوپ پڑنا (القاموس الوحید ص ۶۶۹)

علامہ الشیخ محسن علی النجفی دام ظلہ تفسیر کوثر میں فرماتے ہیں کہ حدیث میں آیا ہے کہ رمضان کو اس لئے یہ نام دیا گیا ہے کہ یہ گناہوں کو جلا دیتا ہے یعنی اس ماہ میں گناہوں کے خلاف اتنی تپش ہے کہ جس میں تمام گناہ جل کر راکھ ہو جاتے ہیں ۔ (الکوثر فی تفسیر القران ج۱ ص ۴۹۵)

رمضان المبارک وہ واحد مہینہ ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے کیونکہ یہ وہ مبارک ماہ ہے جس میں قرآن مجید نازل ہوا ۔ رمضان المبارک کا مہینہ ہجری سال کا نواں ۹ مہینہ ہے رمضان المبارک کو اللہ کا مہینہ بھی کہا جاتا ہے اور یہ مہینہ سید الشھور یعنی مہینوں کا سردار، صبر کا مہینہ ، نزول قرآن مجید کا مہینہ ہے ۔ اس مہینہ کو ربیع القرآن یعنی قرآن مجید کی بہار کا مہینہ بھی کہا جاتا ہے ۔

اللہ تعالیٰ نے رمضان المبارک کے مہینہ میں ہدایت کا سامان یہ قرآن فراہم کرنے کے بعد روزے کا حکم دیا کیونکہ تزکیہ نفس کے بغیر قرآنی معارف اور مقاصد کا حصول ممکن نہیں ۔

روزہ رکھنے میں خود انسان کی بہتری ہے اور یہ بہتری انسان کی معلومات کے ساتھ مربوط ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ :

وَ أَن تَصُومُواْ خَيرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُون (سورہ بقرہ آیت ۱۸۴)

اگر تم علم رکھتے ہو تو روزہ رکھنے میں خود تمہارے لئے بہتری ہے ۔

جوں جوں انسان کا اپنے اور کائنات کے بارے میں معلومات کا دائرہ وسیع ہوتا جائے گا روزے کے فوائد ان پر زیادہ سے زیادہ عیاں ہوتے جائیں گے جیسا کہ پہلے کی نسبت آج کا انسان روزے کے طبّی ، نفساتی اور دیگر فوائد بہتر سمجھ سکتا ہے کہ روزے کے ذریعے قوت ارادہ کی تربیت ، صبر و تحمل کی مشق ، ایثار و قربانی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور روزہ خلوص و محبت کا نمونہ ہے ۔

ہر سال رمضان المبارک میں امت مسلمہ کو ایک فرصت اور موقع فراہم کیا جاتا ہے تاکہ امت مسلمہ اپنی روحی ، نفسانی ، جسمانی اور عقلی و فکری تربیت کر سکتے جس کے نتیجہ میں ایک تندرست ، صالح اور ہر برائی سے پاک معاشرہ وجود میں آسکے ۔

روزے کا حکم بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے اس بات کو بھی ذکر فرمایا کہ روزے کا فریضہ صرف تم پر نہیں بلکہ گزشتہ تمام امتوں پر واجب کیا گیا تھا جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

يا أَيُّهَا الَّذينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيامُ كَما كُتِبَ عَلَى الَّذينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُون (سورہ بقرہ آیت ۱۸۳)

اے ایمان والو! تم پر روزے کا حکم لکھ دیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر لکھ دیا گیا تھا تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔

روزے کا حکم اور فریضہ انسانی فطرتی تقاضو ں میں سے ایک اہم تقاضا ہے اگرچہ مختلف ادیان میں تقاضوں کے بدلنے سے شریعتیں بدلتی رہی ہیں جو بات انسانی فطرت کے تقاضوں کے مطابق ہے نہیں بدلتی اسی وجہ سے روزہ تمام شریعتوں میں نافذ رہا۔

روزہ امت مسلمہ پر اس لئے واجب کیا گیا تاکہ غنی شخص بھی بھوک کا احساس کرے اور فقیر کی مدد جیسا کہ روایت میں آیا ہے :

عَنْ هِشَامِ بْنِ الْحَكَمِ أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع عَنْ عِلَّةِ الصِّيَامِ فَقَالَ إِنَّمَا فَرَضَ اللَّهُ الصِّيَامَ لِيَسْتَوِيَ بِهِ الْغَنِيُّ وَ الْفَقِيرُ وَ ذَلِكَ أَنَّ الْغَنِيَّ لَمْ يَكُنْ لِيَجِدَ مَسَّ الْجُوعِ فَيَرْحَمَ الْفَقِيرَ لِأَنَّ الْغَنِيَّ كُلَّمَا أَرَادَ شَيْئاً قَدَرَ عَلَيْهِ فَأَرَادَ اللَّهُ تَعَالَى أَنْ يُسَوِّيَ بَيْنَ خَلْقِهِ وَ أَنْ يُذِيقَ الْغَنِيَّ مَسَّ الْجُوعِ وَ الْأَلَمِ لِيَرِقَّ عَلَى الضَّعِيفِ وَ يَرْحَمَ الْجَائِعَ

(وسائل الشیعہ ج ۴ کتاب الصوم ص۵)

ترجمہ: ہشام بن حکم نے ابی عبد اللہ علیہ السلام سے روزوں کی علت کے بارے میں سوال کیا امام علیہ السلام نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے روزہ اس لئے فرض کیا ہے تاکہ غنی اور فقیر مساوی ہو سکیں وہ اس طرح کہ غنی کو بھوک کا احساس نہیں ہوتا تاکہ فقیر پر رحم کرے کیونکہ جب بھی غنی کسی چیز کو چاہتا ہے اس کے حاصل کرنے پر قدرت رکھتا ہے پس اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ اس کی مخلوق میں برابری ہو اور غنی بھی بھوک اور درد کا احساس کرے تاکہ ضعیف پر ترس کھائے اور بھوکے پر رحم کرے۔

روزے کا فریضہ جو تمام امت مسلمہ پر ہے اس کا مفہوم فقط کھانے اور پینے سے اجتناب کرنا نہیں ہے بلکہ ہر اس چیز سے اجتناب کرنا جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے روزہ کا مفہوم یہ ہے کہ انسان شہوات نفسانیہ سے اجتناب کرے ، حاکم ظلم و طغیان سے اجتناب کرے ، عالم کو تحریف اور جاہل کو انحراف اور مجاہد کو خوف و بزدلی سے اجتناب کرنا چاہئے۔ روزے کا یہ پیغام ہے کہ انسان ارادے کا مضبوط ہو ، شر و برائی سے پرہیز کرے ، نیکی کا عاشق اور برائی سے متنفر ہو ۔

روایت میں روزے کا مفہوم کچھ اس طرح بیان ہوا ہے :

عَنْ جَرَّاحٍ الْمَدَائِنِيِّ قَالَ: قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ ع إِذَا أَصْبَحْتَ صَائِماً۔۔۔

(وسائل الشیعہ ج ۴ ص ۸۰، کتاب الصوم )

الجراح المدائنی امام ابی عبد اللہؑ سے روایت کرتے ہیں کہ امامؑ نے فرمایا کہ جب آپ روزہ رکھیں تو اپنی زبانوں کی حفاظت کریں اور نظروں کو جھکائے رکھیں ، ایک دوسرے کے ساتھ جھگڑا اور حسد نہ کریں اور پھر فرمایا :

رسول اللہ ﷺ نے سنا کہ ایک عورت جو روزہ سے ہے وہ اپنی کنیز کو گالیاں دے رہی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے کھانا منگوایا اور اس عورت کو کہا کہ یہ کھانا کھاؤ اس عورت نے کہا کہ میں روزے سے ہوں پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تم کس طرح روزے سے ہو جبکہ اپنی کنیز کو گالیاں دے رہی ہو روزہ فقط کھانے اور پینے سے رکنے کا نام نہیں ہے۔

پھر روای کہتا ہے کہ امام ابی عبد اللہؑ نے فرمایا کہ جب روزہ رکھو تو تمہارے کان اور آنکھ حرام اور قبیح سے اجتناب کریں اور جھگڑے کو ترک کرنا چاہئے اور اپنے غلاموں کو اذیت نہیں دینی چاہئے اور صائم کے وقار اور عزت کی حفاظت کرنی چاہےاور اپنے روزے والے دن کو عام دن کی طرح قرار نہ دو۔

# أم المؤمنين السيدة خديجة

مولانا مختار حسین توسلی

ملیکۃ العرب محسنہ اسلام دختر حجاز حضرت خدیجہ الکبری سلام اللہ علیہا کی بلند پایہ شخصیت بے پناہ فضائل و مناقب کی حامل ہے آپ وہ خاتون ہیں جن کی عفت و پاکدامنی کا عالم یہ تھا کہ دور جاہلیت میں بھی آپ نے طاہرہ کا لقب پایا ، اس کے علاوہ آپ کو سیدہ نساء قریش بھی کہا جاتا تھا قرآن مجید نے آپ کو ام المومنین کے لقب سے ملقب کیا ہے، جس طرح دور جاہلیت میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صادق اور امین کے نام سے یاد کیا جاتا تھا اسی طرح آپ کو بھی سیدہ نساء قریش اور طاہرہ کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا اور یہ لقب آپ کو کفار کی طرف سے دیئے گئے تھے اس سے آپ کی بلند پایہ شخصیت کا پتہ چلتا ہے۔

حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا کی زندگی کو ہم دو حصوں میں تقسیم کرسکتے ہیں پیغمبر اسلام سے شادی سے پہلے کا دورانیہ اور ان سے شادی کے بعد کا دورانیہ ، آپ کی زندگی کا پہلا حصہ بھی بڑا منفرد ہے جس میں آپ نہ صرف صاحب ثروت تھیں بلکہ صاحب عفت اور صاحب عقل و ایمان بھی تھیں، آپ ایک کامیاب تاجر بھی تھیں یعنی آپ نے ایک ایسے کام کے اندر قدم رکھا جو عام طور پر مردوں کا سمجھا جاتا ہے آپ نے اس میدان میں اس دور کے مردوں کو پیچھے چھوڑ دیا، آپ کے پائے کا کوئی تاجر نہیں تھا قریش کے بڑے سرمایہ دار آپ کے مقروض تھے قابل غور بات یہ ہے کہ جب جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا نے پیغمبر اسلام کو جب ازدواج کی پیشکش کی تو مال و دولت اور اقتدار و حکومت کی لالچ میں نہیں بلکہ پیغمبر اسلام ﷺ کی نیک سیرت کو دیکھ کر ایسا قدم اٹھایا تھا آپ پیغمبر اسلام کی امانت ، دیانت، صداقت اور حسن خلق سے حد درجہ متاثر ہوگئی تھیں آگر آپ حکومت اور شہرت کی طلبگار ہوتیں تو عرب کے بڑے بڑے سرمایا داروں سے شادی کر لیتیں لیکن آپ نے ان سب کے شادی کے پیغامات کو ٹھکرا کر پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا انتخاب کیا اس سے آپ کی اعلی بصیرت کا پتہ چلتا ہے یہی وجہ ہے کہ پیغمبر اسلام کو بھی ازواج مطہرات میں سے آپ سے خاص محبت تھی جب تک آپ زندہ رہیں انہوں نے کسی اور خاتون سے شادی نہیں کی، رحلت کے بعد بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بار بار آپ کا تذکرہ کیا کرتے تھے ان آپ کے پاس دیگر بیویاں موجود تھیں ، روایات میں آیا ہے کہ آپ دنیا و آخرت دونوں میں رسول اکرم ﷺ کی بیوی ہیں۔( بحار الانوار ج: ۴۳ ، ص : ۵۳_ ۵۴ )

رسول اکرم ﷺ جب معراج پر چلے گئے تو آپ نے ایک مرتبہ جبرئیل امین علیہ السلام سے پوچھا کہ تمہاری کوئی حاجت ہے جبرائیل امین علیہ السلام نے عرض کی اے اللہ کے رسول ! ہاں میری ایک حاجت ہے وہ یہ ہے کہ جب آپ زمین پر تشریف لے جائیں تو اللہ اور میری طرف سے جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا کو سلام پہنچا دیجئے چنانچہ رسول اکرم ﷺ جب زمین پر شریف لائے تو آپ نے جناب خدیجہ کو جبرئیل امین علیہ السلام کا سلام پہنچایا تو آپ نے یوں جواب دیا:

ان اللہ عز وجل ھو السلام وفیه السلام والیه السلام وعلی جبرائیل السلام

بے شک خدا خود سلام ہے اور اس کی طرف سے سلام ہے اور اس کی طرف سلام جاتا ہے اور جبرائیل پر بھی سلام ہو۔( بحار الانوار ج : ۱۶ ، ص : ۷ )

حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ پیغمبر کی تمام بیویوں میں سے مجھے سب سے زیادہ غیرت جناب خدیجہ پر آتی تھی کیونکہ پیغمبر اسلام ﷺ سب سے زیادہ ان کا ہی ذکر کیا کرتے تھے میں نے ان سے عرض کیا اللہ کے رسول اللہ نے آپ کو ان سے بہتر عطا کیا ہے تو آپ ناراض ہو جاتے اور فرماتے کہ مجھے ان سے بہتر عطا نہیں ہوا، خدیجہ نے مجھ پر اس وقت ایمان لایا جب لوگ مجھے جھٹلاتے تھے اس وقت میری مدد کی جب لوگوں نے مجھے چھوڑ دیا تھا اور خدیجہ کے ذریعے ہی میری اولاد آگے بڑھے گی ۔

رسول اکرم ﷺ سے شادی کے بعد جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا نے اپنا سارا مال اسلام کی سر بلندی کے لئے خرچ کردیا اور اللہ کو ان کا یہ عمل اتنا پسند آیا کہ اس کی نسبت اپنی طرف دے دی چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

" ووجدك عائلا فاغنى " " اے میرے حبیب ! ہم نے آپ کو تنگ دست پایا تو مالدار کردیا ۔"

رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ میرے دین کی نشرو اشاعت دو چیزوں کی وجہ سے ہوئی ہے، خدیجہ کی دولت اور علی کی تلوار، باین معنی خدیجہ کی دولت نے ابتدائی طور پر پیش آنے والی مالی مشکلات کو دور کیا ہے جبکہ علی کی تلوار نے اسلام اور مسلمانوں کے درپے آزار ہونے والے کفار اور مشرکین کے شر کو روک دیا ہے، چنانچہ جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا نے تمام تر دولت اسلام کی دعوت اور تبلیغ کی راہ میں خارج کر دی اگر ان کی مالی مدد نہ ہوتی تو اسلام کی اشاعت اور ترقی میں بڑا رکنا پیدا ہوتا ، خاتون حجاز کی مالی امداد کی وجہ سے پیغمبر اسلام ﷺ غنی اور بے نیاز ہو گئے اسی سے مقروضوں کے قرض ادا کیے بے کسوں اور بے نواؤں کے مسائل حل کیے۔

پیغمبر اسلام ﷺ نے فرماتے ہیں :

" أفضل نساء أهل الجنة خديجة بنت خويلد، وفاطمة بنت محمد، ومريم بنت عمران، وآسية بنت مزاحم امرأة فرعون "

" یعنی جنت کی عورتوں میں سب سے افضل چار ہیں :- خدیجہ بنت خویلد ، فاطمہ بنت محمد ، مریم بنت عمران اور فرعون کی زوجہ آسیہ بنت مزاحم ، گویا یہ چار باعظمت خواتین دنیا کی دیگر عورتوں کے لیے رول ماڈل اور نمونہ عمل ہیں ، اگر کسی کا شوہر نافرمان اور کافر ہے تو اس کے لیے جناب آسیہ بنت مزاحم رول ماڈل ہیں انہوں نے خدا کے ایک بدترین دشمن کے ساتھ زندگی گزاری ہے اور اپنے ایمان کو محفوظ رکھا ، اگر کسی نے شادی نہیں کی ہے یا کسی خاتون کی شادی نہیں ہو رہی ہے تو اس کے لئے جناب مریم سلام اللہ علیہا نمونہ عمل ہیں انہوں نے شادی کے بغیر بھی اپنے آپکو عفت اور پاکدامنی سے متصف رکھا اگر کسی کا شوہر مفلس نادار اور تنگ دست ہے تو اس کے لئے جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا نمونہ عمل ہیں کہ کس طرح انہوں نے اپنے شوہر کے دین کی سر بلندی کے لیے اپنی ثروت کو قربان کردیا لیکن اگر کہیں پہ میاں بیوی دونوں غریب اور نادار ہیں تو ان کے لئے جناب زہرا سلام اللہ علیہا رول ماڈل ہیں ، کیونکہ آپ خود بھی کوئی امیر زادی نہیں تھیں اور آپ کے شوہر نامدار حضرت علی علیہ السلام بھی ثروت مند نہیں تھے دونوں نے نہایت سادہ زندگی گزاری ہے اور ہر حال میں راضی بہ رضائے الٰہی رہے ہیں ۔

الغرض جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا محاسن کردار اور مکارم اخلاق کے تمام زیورات سے سرتاپا آراستہ و پیراستہ تھیں جب ہجرت کے دسویں سال آپ کی رحلت ہوئی اور اسی سال جناب ابو طالب سلام اللہ علیہ کی بھی رحلت ہوئی تو یقینا وہ سال پیغمبر اسلام کے لیے بڑا ہی مشکل سال تھا چنانچہ آپ نے اس سال کو عام الحزن یعنی غموں کا سال قرار دے دیا مورخین کے مطابق ان شخصیات کے بعد مکہ میں گزارے گئے تین سال رسول اکرم کی زندگی کے سخت ترین ایام تھے ، ہمارا سلام ہو ملکہ العرب محسنہ اسلام اور مادر بتول سیدہ خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا پر۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

# بقیہ: مسجد کوفہ کی فضیلت

فَإِنَّ الصَّلَاةَ الْمَكْتُوبَةَ فِيهِ حَجَّةٌ مَبْرُورَةٌ وَ النَّافِلَةَ عُمْرَةٌ مَبْرُورَةٌ

امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک شخص امیر المؤمنین علیہ السلام کے پاس آیا جب کہ آپ مسجد کوفہ میں تشریف فرما تھے تو اس نے کہ اے امیر المؤمنین السلام علیک و رحمۃ اللہ وبرکاتہ پس امامؑ نے سلام کا جواب دیا تو اس شخص نے کہا کہ میں آپ پر قربان جاؤں میرا ارادہ مسجد اقصیٰ جانے کا ہے تو سوچا کہ آپ کو سلام کرتا چلوں اور الوداع کہہ سکوں تو امام علیہ السلام نے اس سے پوچھا کہ تم مسجد اقصی کیوں جارہے ہو؟ تو اس نے کہا کہ میں آپ پر قربان جاؤں مسجد اقصیٰ کی فضیلت کی وجہ سے جا رہا ہوں تو امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اپنا زاد سفر بیچ کر کھا لو اور اسی مسجد کوفہ میں نماز پڑھو بیشک اس میں فرض نماز کا پڑھنا مقبول حج کے برابر ہے اور نافلہ نماز مقبول عمرہ کے برابر ہے۔

(الکافی (ط - الاسلامیۃ)، ج ۳، ص: ۴۹۱)

عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الْبَاقِرِ ع قَالَ: لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي مَسْجِدِ الْكُوفَةِ لَأَعَدُّوا لَهُ الزَّادَ وَ الرَّوَاحِلَ مِنْ مَكَانٍ بَعِيدٍ إِنَّ صَلَاةً فَرِيضَةً فِيهِ تَعْدِلُ حَجَّةً وَ (صَلَاةً نَافِلَةً) تَعْدِلُ عُمْرَةً. کتاب المزار- مناسک المزار (للمفید) ص : ۷

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر لوگوں کو مسجد کوفہ کی عظمت کا علم حاصل ہو جاتا تو وہ اس کے لئے دور دراز علاقوں سے بھی زادِ راہ جمع کرتے ، بے شک اس میں واجب نماز حج کے برابر ہے اور نافلہ نماز عمرہ کے برابر ہے۔

# مسجدِ کوفہ کی فضیلت

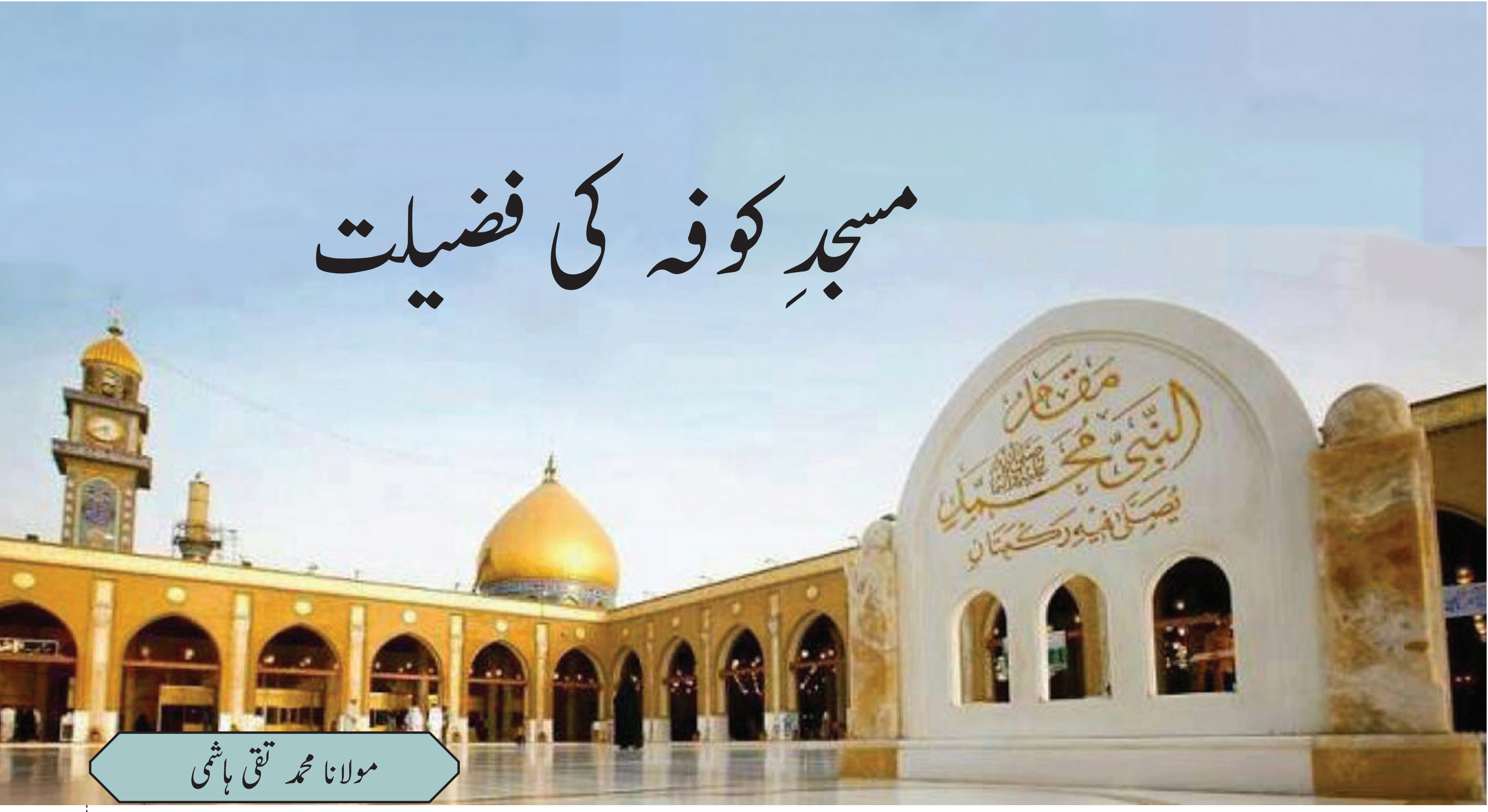

مولانا محمد تقی ہاشمی

عربی میں لفظ مسجد اس مقام کو کہا جاتا ہے کہ جہاں پر سجدہ کیا جاتا ہو اور مسجد کو اس وجہ کہا جاتا ہے چونکہ یہاں پر نماز پڑھی جاتی ہے کہ جس میں سجدہ بھی شامل ہوتا ہےاور زجاج کے مطابق ہر وہ جگہ جہاں عبادت کی جائے اسے مسجد کہا جاتا ہے۔

مسجد کوفہ ان چار عظیم مساجد میں سے ہے کہ جن کی طرف سفر کرنے کی روایات میں تاکید کی گئی ہے۔وہ چار مساجد :مکہ کی مسجدالحرام ، مدینہ کی مسجد نبوی ﷺ ، مسجد اقصی بیت المقدس، اور مسجد کوفہ ہیں اور مسجد کوفہ ان چار مقامات میں سے بھی ایک ہیں کہ جہاں پوری اور قصر نماز پڑھنے کا اختیار دیا گیا ہے اور وہ چار مقام :مسجد الحرام، مسجد نبوی ﷺ، امام حسین علیہ السلام کی ضریح مبارک اور مسجد کوفہ ہیں۔

## قرآن میں مسجد کوفہ:

قرآن میں بہت سی آیات مسجد کوفہ کے بارے میں نازل ہوئی ہیں ان میں سے چند ایک کو علماء کی تفسیر کے مطابق ذکر کریں گے۔

مسجد کوفہ حضرت نوح علیہ السلام کا گھر:

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ حضرت نوح علیہ السلام کی دعا کو نقل فرماتا ہے :

**رَبِّ اغْفِرْ لِي وَ لِوالِدَيَّ وَ لِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِناً وَ لِلْمُؤْمِنينَ وَ الْمُؤْمِناتِ وَ لا تَزِدِ الظَّالِمينَ إِلاَّ تَباراً** (سورہ نوح ۲۸)

(حضرت نوحؑ نے کہاکہ )اے پروردگارا! مجھے اور میرے والدین کو اور جو ایمان کی حالت میں میرے گھر میں داخل ہو اور تمام مومن مردوں اور عورتوں کو معاف فرما اور کافروں کی ہلاکت میں مزید اضافہ فرما۔

اس آیت کے ضمن میں امام رضا علیہ السلام سے ایک روایت ہے کہ :

**فَقَالَ إِنَّ مَسْجِدَ الْكُوفَةِ بَيْتُ نُوحٍ- لَوْ دَخَلَهُ رَجُلٌ مِائَةَ مَرَّةٍ لَكَتَبَ اللَّهُ لَهُ مِائَةَ مَغْفِرَةٍ أَمَا إِنَّ فِيهِ دَعْوَةَ نُوحٍ ع حَيْثُ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَ لِوَالِدَيَّ وَ لِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِناً-**

( وسائل الشیعۃ؛ ج ۱۴ :ص ۳۸۲)

آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ مسجد کوفہ حضرت نوح علیہ السلام کا گھر ہے اور اگر انسان سو دفعہ اس میں داخل ہو تو اللہ سو ۱۰۰ دفعہ اس کے لئے معافی و مغفرت کو لکھتا ہے کیونکہ یہ حضرت نوح علیہ السلام کی دعا ہے کہ اے اللہ مجھے اور میرے والدین کو اور جو مؤمن اس گھر میں داخل ہو۔

## مسجد کوفہ طور سینین ہے:

**وَ التِّينِ وَ الزَّيْتُونِ وَ طُورِ سِينِينَ وَ هَاذَا الْبَلَدِ الْأَمِينِ**

قسم ہے انجیر اور زیتون کی اور طور سینین کی اور اس امن والے شہر کی۔(سورہ التین )

اس آیت کے ضمن میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے کہ :

**قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ص إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى اخْتَارَ مِنَ الْبُلْدَانِ أَرْبَعَةً فَقَالَ عَزَّ وَ جَلَّ وَ التِّينِ وَ الزَّيْتُونِ وَ طُورِ سِينِينَ وَ هذَا الْبَلَدِ الْأَمِينِ فَالتِّينُ الْمَدِينَةُ وَ الزَّيْتُونُ بَيْتُ الْمَقْدِسِ وَ طُورُ سِينِينَ الْكُوفَةُ وَ هَذَا الْبَلَدُ الْأَمِينُ مَكَّةُ.**

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ :

اللہ تعالیٰ نے شہروں میں سے چار کو چنا اور فرمایا کہ قسم ہے تین کی اور

زیتون کی اور طورسینین کی اور اس امن والے شہر کی پس تین مدینہ ہے اور زیتون بیت المقدس ہے اور طورسینین کوفہ ہے اور امن ولا شہر مکہ ہے۔(بحار الأنوار (ط - بیروت) / ج۹۷/ ص : ۳۸۵)

## حضرت مریم اور حضرت عیسی علیہ السلام کا مقام:

وَ جَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَ أُمَّهُ آيَةً وَ آوَيْناهُما إِلى‏ رَبْوَةٍ ذاتِ قَرارٍ وَ مَعين (سورہ مؤمنون ۵۰)

اور ابن مریم اور ان کی والدہ کو ہم نے ایک نشانی بنایا اور انہیں ہم نے ایک بلند مقام پر جگہ دی جہاں اطمینان تھا اور چشمے پھوٹتے تھے۔

اس آیت کے ضمن میں امیرالمؤمنین علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ :

قَالَ: قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ ع وَ آوَيْناهُما إِلى‏ رَبْوَةٍ ذاتِ قَرارٍ وَ مَعِينٍ قَالَ الرَّبْوَةُ الْكُوفَةُ- وَ الْقَرَارُ الْمَسْجِدُ وَ الْمَعِينُ الْفُرَاتُ.

امیر المؤمنین علیہ السلام سے مذکورہ آیت کے بارے میں فرمایا کہ آیت میں الرَّبْوَةُ سے مراد کوفہ ہے اور القَرارُ سے مراد مسجد ہے اور المَعِينُ فرات ہے ۔(وسائل الشیعۃ/ ج۱۴ص : ۳۶۰)

## روایات میں مسجد کوفہ:

بہت ساری روایات اس ضمن میں نقل ہوئی ہیں چند ایک کو نقل کیا جارہا ہے۔

## ۱:ہر نبی اور ولی نے مسجد کوفہ میں نماز پڑھی

عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ قَالَ لِي يَا هَارُونَ بْنَ خَارِجَةَ كَمْ بَيْنَكَ وَ بَيْنَ مَسْجِدِ الْكُوفَةِ يَكُونُ مِيلًا قُلْتُ لَا قَالَ فَتُصَلِّي فِيهِ الصَّلَوَاتِ كُلَّهَا قُلْتُ لَا فَقَالَ أَمَا لَوْ كُنْتُ بِحَضْرَتِهِ لَرَجَوْتُ أَلَّا تَفُوتَنِي فِيهِ صَلَاةٌ وَ تَدْرِي مَا فَضْلُ ذَلِكَ الْمَوْضِعِ مَا مِنْ عَبْدٍ صَالِحٍ وَ لَا نَبِيٍّ إِلَّا وَ قَدْ صَلَّى فِي مَسْجِدِ كُوفَانَ حَتَّى إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ص لَمَّا أَسْرَى اللَّهُ بِهِ قَالَ لَهُ جَبْرَئِيلُ ع تَدْرِي أَيْنَ أَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ السَّاعَةَ أَنْتَ مُقَابِلُ مَسْجِدِ كُوفَانَ قَالَ فَاسْتَأْذِنْ لِي رَبِّي حَتَّى آتِيَهُ فَأُصَلِّيَ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ فَاسْتَأْذَنَ اللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ فَأَذِنَ لَهُ وَ إِنَّ مَيْمَنَتَهُ لَرَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ وَ إِنَّ وَسَطَهُ لَرَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ وَ إِنَّ مُؤَخَّرَهُ لَرَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِوَ إِنَّ الصَّلَاةَ الْمَكْتُوبَةَ فِيهِ لَتَعْدِلُ أَلْفَ صَلَاةٍ وَ إِنَّ النَّافِلَةَ فِيهِ لَتَعْدِلُ خَمْسَمِائَةِ صَلَاةٍ وَ إِنَّ الْجُلُوسَ فِيهِ بِغَيْرِ تِلَاوَةٍ وَ لَا ذِكْرٍ لَعِبَادَةٌ وَ لَوْ عَلِمَ النَّاسُ مَا فِيهِ لَأَتَوْهُ وَ لَوْ حَبْواً

ہارون امام صادق علیہ السلاسے روایت کرتا ہے کہ امام علیہ السلام نے مجھ سے پوچھاکہ اے ھارون ! تمہارے اور مسجد کوفہ کے درمیان کتنا فاصلہ ہوگا ایک میل کا فاصلہ کیا ہوگا؟میں نے کہا : نہیں امام علیہ السلام نے پوچھاکہ کیا تم ساری نمازیں اس میں پڑھتے ہو ؟میں نے کہا : نہیں ، تو امام علیہ السلام نے فرمایاکہ اگر میں مسجد کوفہ کے پاس ہوتا تو میں یہی چاہتا کہ کوئی نماز بھی مسجد کوفہ میں مجھ سے نہ رہ جائے اور تم جانتے ہو کہ اس مقام کی کیا فضیلت ہے ، کوئی عبد صالح اور نبی ایسا نہیں ہے کہ جس نے اس مسجد کوفہ میں نماز نہ پڑھی ہو یہاںتک کہ رسول اللہ ﷺ کو جب اللہ نے سفر معراج پر بلایا تو جبرائیل علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ سے فرمایاکہ کیاآپ جانتے ہیں کہ اس وقت آپ مسجد کوفہ کے مقابل ہیں توآپ ﷺ نے فرمایاکہ میرے رب سے اجازت طلب کروتاکہ میں اس مقام پر جاؤں اور دو رکعت نماز پڑھوں پس اللہ عزوجل سے جبرائیل نے اجازت طلب کی پس اللہ نے اذن دیا ۔(الکافی (ط - الإسلامیۃ)، ج۳، ص: ۴۹۱)

## ۲:مسجد کوفہ جنت کا باغوں میں سے ایک باغ ہے:

اسی مذکورہ روایت کا اگلہ حصہ یہ ہے کہ :

وَ إِنَّ مَيْمَنَتَهُ لَرَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ وَ إِنَّ وَسَطَهُ لَرَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ وَ إِنَّ مُؤَخَّرَهُ لَرَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِوَ إِنَّ الصَّلَاةَ الْمَكْتُوبَةَ فِيهِ لَتَعْدِلُ أَلْفَ صَلَاةٍ وَ إِنَّ النَّافِلَةَ فِيهِ لَتَعْدِلُ خَمْسَمِائَةِ صَلَاةٍ وَ إِنَّ الْجُلُوسَ فِيهِ بِغَيْرِ تِلَاوَةٍ وَ لَا ذِكْرٍ لَعِبَادَةٌ وَ لَوْ عَلِمَ النَّاسُ مَا فِيهِ لَأَتَوْهُ وَ لَوْ حَبْواً

اور آپ ﷺ نے فرمایاکہ اس مسجد کا دائیاں حصہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور اس کا درمیانہ حصہ بھی جنت کے باغوں میں سے ہے اور اس کاآخری حصہ بھی جنت کے باغوں میں سے ہے اور فرض نماز کا اس میں پڑھنا ہزار نمازوں کے برابر ہے اور نافلہ پانچ نمازوں کے برابر اور اس مسجد میں فقط بیٹھنا بغیر تلاوت و ذکر کے بھی عبادت ہے اور اگر لوگوں کو اس مسجد کی فضیلت کا علم ہوجاتا تولوگ اس مسجد میں آتے چاہے انہیں ہاتھوں اور پیٹ کے بل چل کر آنا پڑتا۔

## ۳:مسجد کوفہ میں نماز پڑھنا مقبول حج کےبرابر ہے:

عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ ص وَ هُوَ فِي مَسْجِدِ الْكُوفَةِ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ وَ رَحْمَةُ اللَّهِ وَ بَرَكَاتُهُ فَرَدَّ عَلَيْهِ فَقَالَ جُعِلْتُ فِدَاكَ إِنِّي أَرَدْتُ الْمَسْجِدَ الْأَقْصَى فَأَرَدْتُ أَنْ أُسَلِّمَ عَلَيْكَ وَ أُوَدِّعَكَ فَقَالَ لَهُ وَ أَيَّ شَيْ‏ءٍ أَرَدْتَ بِذَلِكَ فَقَالَ الْفَضْلَ جُعِلْتُ فِدَاكَ قَالَ فَبِعْ رَاحِلَتَكَ وَ كُلْ زَادَكَ وَ صَلِّ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ

---- بقیہ صفحہ ۱۶ پر ملاحظہ فرمائیں

# محبت علی علیہ السلام کے فوائد

مولانا منتظر مہدی نجفی

قارئین محترم! امام علیؑ کی محبت کے اتنے زیادہ فوائد ذکر کیے گئے ہیں کہ جن کو یہاں بیان کرنا ہمارے بس کی بات نہیں ہے ان سب کو خالق قدوس ہی جانتا ہے جو کہ ہر چیز پر قادر ہے سچ یہ ہے کہ ہر سانس کے ساتھ محبت علی علیہ السلام کا فائدہ پوشیدہ ہے یعنی اگر مولاامیر المؤمنینؑ کی محبت ہو تو سانس کوئی عام سانس نہیں کہ جب لے لی گئی تو ختم بلکہ وہ سانس ہمارے صحیفہ اعمال میں ایک مقبول عبادت کی شکل میں درج ہو گی۔

دوسرا محبت کے معنٰی کو سمجھنے کی ضرورت ہے یہ فطری قانون ہے کہ انسان جس سے محبت کرتا ہے پھر اس کی اطاعت بھی کرتا ہے یعنی اگر آپ کسی سے محبت کرتے ہیں اور پھر اس کی خواہشات کو پورا نہیں کرتے تو آپ کو خود غرض کہا جائے گا محبت کرنے والا نہیں کہا جائے گا پس حضرت علیؑ سے حقیقی عشق و محبت اسی وقت ہو سکتا ہے کہ جب انسان اپنی ذاتی خواہشات اور غرضوں کو ختم کردے اور اپنی تمام تر خواہشات اور اعمال مولا علی علیہ السلام کی چاہت کے تابع کر دے اور جو مولا علی علیہ السلام پسند کریں وہی کام کرے اور جس سے مولا امیر علیہ السلام کی ذات نفرت کرے ان کاموں سے اجتناب کرے۔ لہٰذا ہم اپنے اس مختصر سے مقالے میں نمونے کے طور پر محبت علی علیہ السلام کے جو چند ایک فوائد ذکر کریں گے ان میں محبت علیؑ کے معنی و مفہوم پر غور کرنے کی ضرورت ہوگی۔

## ۱: محبت علیؑ محبوبِ خدا بناتی ہے :

مَنْ أَحَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ أَحَبَّنِي ، وَمَنْ أَحَبَّنِي فَقَدْ أَحَبَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ ، وَمَنْ أَبْغَضَ عَلِيًّا فَقَدْ أَبْغَضَنِي ، وَمَنْ أَبْغَضَنِي فَقَدْ أَبْغَضَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے علی سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی اس نے اللہ سے محبت کی ، جس نے علیؑ سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے مجھ سے بغض رکھا اس نے اللہ سے بغض رکھا ۔ اللھم من احب۔۔۔ اے میرے اللہ جو بھی علی سے محبت رکھے تو بھی اس سے محبت رکھ اور جو علیؑ سے بغض رکھے تو بھی اس سے مبغوض قرار دے ، اے اللہ میں علیؑ سے محبت رکھتا ہوں تو بھی اسے دوست رکھ ۔(مستدرک علی الصحیحین للحاکم )

اور نبی اکرم ﷺ کی دعا کبھی رد نہیں ہوتی لہٰذا یقینا علیؑ کی محبت کے صدقے وہ شخص محبوب خدا بنے گا جس کے دل میں حبِ علیؑ ہوگی۔

اسیطرح پیغمبرِ اکرم ﷺ نے غدیر کے اعلان کے بعد بھی یہی دعا مانگی تھی کہ اے میرے اللہ جو علی علیہ السلام سے محبت رکھے تو بھی اس سے محبت رکھ ۔

عبد اللہ ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی پاک ﷺ نے حضرت علیؑ پہ نگاہ ڈالی اور فرمایا اے علی علیہ السلام آپ دنیا و آخرت دونوں میں سردار ہیں جس نے آپ سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے آپ سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور آپ کا دوست میرا دوست ہے اور میرا دوست اللہ کا دوست ہے اور آپ کا دشمن میرا دشمن ہے اور میرا دشمن اللہ کا دشمن ہے بہت بڑی خوشخبری ہے اس شخص کے لئے جو آپ سے محبت کرے یا علیؑ ۔ (بحار الانوار ج۳۹ص۲۸۶)

ایک اور مقام پر آپ ﷺ نے ایک طویل حدیث ارشاد فرمائی اور آخر میں فرمایا اے اعرابی علی علیہ السلام کی محبت حق ہے اور اللہ تعالیٰ علی علیہ السلام کے چاہنے والوں کو محبوب رکھتا ہے ۔

## ۲: محب علی علیہ السلام کے لئے ملائکہ دعا مغفرت کرتے ہیں :

ألا ومن أحب عليا استغفرت له الملائكة

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو علی علیہ السلام سے محبت رکھتا ہے ملائکہ اس کی مغفرت کے لئے دعا مانگتے ہیں ۔(فضائل الشیعہ ص۴)

## ۳: محبت علی علیہ السلام قبولیت اعمال کا سبب بنتی ہے :

الاومن احب عليا قبل الله منه صلاته و صيامه و قيامه ، الا ومن احب عليا تقبل الله من حسناته و تجاوز عن سيائته و استجاب دعاءه

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : آگاہ رہو جو بھی علیؑ سے محبت رکھے گا خدا وند اس کے نماز روزے اور عبادت کو قبول کرے گا۔ آگاہ رہو جو بھی علیؑ سے محبت کریگا اللہ تعالیٰ اس کے نیک اعمال کو قبول کرے گا اور گناہوں کو بخش دے گا اور محبِّ علیؑ کی دعا کو کبھی رد نہیں کرے گا۔ (تاویل الآیت ص۸۲۵)

# مرجع عالی قدر دام ظلہ سے پوچھے گئے سوالات اور ان کے جوابات

ترتیب: مولانا محمد مجتبیٰ نجفی

**سوال:** صبح صادق کا وقت سورج نکلنے سے کتنے گھنٹے پہلے ہوتا ہے اور صبح صادق ہونے کے فوراً بعد نماز فجر پڑھی جا سکتی ہے؟

**جواب:** بسمہ سبحانہ! صبح صادق، طلوع فجر اور طلوع شمس موسم کے اعتبار سے مختلف ہوتے ہیں اور رات کی تاریکی میں سفید روشنی کا جب خط ظاہر ہو جائے تو صبح صادق ہو جاتی ہے اور جیسے ہی سورج نکلنے لگے تو سورج کے واضح ہونے سے نماز صبح کا وقت ختم ہوجاتا ہے۔ واللہ العالم

**سوال:** روزہ سورج کے غروب ہو جانے کے فوراً بعد افطار کیا جا سکتا ہے؟

**جواب:** بسمہ سبحانہ! جب سورج کی ٹکی غروب ہوتی ہے تو مشرق کی طرف سے آسمان پر معمولی سی سرخی ظاہر ہوتی ہے جو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ آہستہ آہستہ اوپر آتی ہے جب انسان کے سر سے مغرب کی طرف چلی جائے تو مغرب کی نماز کا وقت ہو جاتا ہے اور غالباً یہ سورج کے غروب کے دس پندرہ منٹ بعد یہ ہوتا ہے۔ واللہ العالم

**سوال:** نماز عشاء جماعت کی پہلی صف میں ایک آدمی جس کی نماز قصر ہے اور اس کے دائیں یا بائیں طرف لوگ نماز عشاء پڑھ رہے ہوں تو کیا حکم ہے؟

**جواب:** بسمہ سبحانہ! ایسے آدمی کا فریضہ ہے کہ وہ صف کے آخر میں کھڑا ہو تاکہ اس کے واسطے سے کوئی نمازی امام جماعت سے متصل نہ ہو۔ واللہ العالم

**سوال:** اسی طرح نماز عشاء کی جماعت میں پہلی صف میں ایک آدمی نماز مغرب جماعت کے ساتھ پڑھ رہا ہو اور اس کے دائیں یا بائیں طرف لوگ عشاء کی نماز باجماعت پڑھ رہے ہوں تو کیا حکم ہے؟

**جواب:** بسمہ سبحانہ! ایسے آدمی کا فریضہ ہے کہ وہ صف کے آخر میں کھڑا ہو تاکہ اس کے واسطے سے کوئی نمازی امام جماعت سے متصل نہ ہو۔ واللہ العالم

سوال: نماز کے دوران کسی بھی چیز پر کچھ لکھا ہوا پڑھنا کیسا ہے؟ مثلاً کوئی مذہبی کتاب سامنے رکھی ہو اس پر کچھ پڑھنا یا سجدہ گاہ پر کچھ لکھا ہوا پڑھنا؟

جواب: بسمہ سبحانہ! نماز کی حالت میں ان چیزوں کی طرف توجہ نہ دی جائے بلکہ نماز شروع کرنے سے پہلے ان چیزوں کو دور کر دیا جائے۔ واللہ العالم

**سوال:** کیا روزے میں احتلام ہو جائے تو کیا روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

**جواب:** بسمہ سبحانہ! احتلام سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور بہتر ہے کہ بیدار ہو کر جتنا جلدی ہو سکے غسل جنابت انجام دیا جائے۔ واللہ العالم

**سوال:** کیا سجدہ شکر میں کسی امام کے بارے میں سجدے میں کہہ سکتے ہیں کہ فلاں امامؑ آپ کا شکریہ، حالانکہ ہماری نیت امام کو نعوذ باللہ خدا بنانے کی نہ ہو صرف امامؑ کا شکریہ ادا کرنا ہو؟

**جواب:** بسمہ سبحانہ! سجدہ خدا کو کر رہے ہیں تو خدا کا شکر کرو اور سجدہ سے سر اٹھا کر جس کا شکریہ ادا کرنا چاہیے شکریہ ادا کریں۔ واللہ العالم

**سوال:** کیا آپ مجھے صبح صادق کا وقت معلوم کرنے کا طریقہ موجودہ گھڑیوں کے حساب سے بتا سکتے ہیں جسے ہر ملک میں اپنایا جا سکے؟

**جواب:** بسمہ سبحانہ! ہم صبح صادق کا وقت شرعاً گھڑیوں کے واسطے سے نہیں ہوتا بلکہ صحیح طریقہ یہ ہے کہ صبح صادق، طلوع فجر اور طلوع شمس موسم کے اعتبار سے مختلف ہوتے ہیں اور رات کی تاریکی میں سفید روشنی کا جب خط ظاہر ہو جائے تو صبح صادق ہو جاتی ہے اور جیسے ہی سورج نکلنے لگے تو سورج کے واضح ہونے سے نماز صبح کا وقت ختم ہوجاتا ہے۔ واللہ العالم

**سوال:** کیا کالے لباس میں نماز پڑھنا مکروہ ہے؟

**جواب:** بسمہ سبحانہ! کالے لباس میں نماز ہو سکتی ہے البتہ اگر وہ کسی معصومؑ کے غم میں ہو تو کوئی حرج نہیں ہے اور قباحت یا کراہت بھی نہیں ہے اور اگر کسی معصومؑ کے غم میں نہ ہو تو بہتر ہے کہ مکمل کالے لباس میں نماز نہ پڑھی جائے۔ واللہ العالم

**سوال:** ہم نے بہت سی جگہوں پر ایک واقعہ سنا ہے جو حضرت نوح کے طوفان کے بارے میں تھا کہ ایک بڑھیا تھی جو منتظر تھی کہ نبی خدا جو ہے وہ مجھے اپنی کشتی میں سوار کرکے لے کے جائیں گے لیکن اس دوران حضرت نوح بھول گئے اور سیلاب آگیا وہ کشتی لے کر نکل گئے لیکن جب وہ واپس آئے تو وہ بڑھیا وہیں پر اور صحیح سلامت تھی تو جب نوحؑ سے بڑھیا نے پوچھا کہ اے نبی خدا کیا طوفان نوح آگیا ہے جو آپ مجھے لینے آئے ہیں تو انہوں نے کہا کہ طوفان آیا اور تھم بھی گیا تو اس کے بارے میں کیا کوئی قرآن مجید میں کچھ آیات ہیں؟ یا کوئی حوالہ جات، اگر ہیں تو مہربانی

رہنمائی کیجئے۔

**جواب:** بسمہ سبحانہ! قرآن میں اس کا تذکرہ موجود نہیں ہے لیکن بعض روایات میں ہے جن کی سند معتبر نہیں ہے اور اس عورت کا نام سھلہ تھا۔ واللہ العالم

**سوال:** ایک عورت جس کا ایک بیٹا ہے اس کا شوہر انتقال کر گیا تو اس عورت کی شادی ایسے شخص سے ہوئی جس کی زوجہ مر گئی لیکن اس آدمی کو ایک بیٹی ہے (دونوں کے بچے چھوٹے تھے نابالغ) لیکن جب دونوں بڑے ہوئے تو دونوں کی شادی کر دی گئی کیا یہ نکاح صحیح ہے؟ کیا یہ شادی ہو سکتی ہے؟ اس عورت اور اس آدمی کے بچوں کی آپس میں؟

**جواب:** بسمہ سبحانہ! دونوں کا نکاح درست ہے۔ واللہ العالم

**سوال:** اگر کوئی واجب کی نیت سے روزہ رکھے اور بعد میں روزہ مستحب ہو گیا ہو تو کیا کیا جائے؟

**جواب:** بسمہ سبحانہ! واجب کی نیت سے رکھنا جائز نہیں ہے جبتک شرعی طور پر واجب نہ ہو اور اگر خیال کرتا تھا کہ واجب ہے تو فوراً مستحب کی نیت کرے تو روزہ درست ہے۔ واللہ العالم

**سوال:** کیا روزے کی حالت میں ٹوتھ برش کرنا جائز ہے؟

**جواب:** بسمہ سبحانہ! روزے کی حالت میں ٹوتھ پیسٹ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن اگر ٹوتھ پیسٹ کے ذرہ لعاب دہن کے ساتھ مل کر گلے کے اندر چلا جائے تو روزہ باطل ہو جائے گا، بہتر یہ ہے کہ ٹوتھ پیسٹ روزہ کی نیت کے وقت سے پہلے کرے۔ واللہ العالم

**سوال:** میری والدہ صاحب انسولین لگاتی ہیں تو کیا وہ روزہ رکھ سکتی ہیں؟

**جواب:** بسمہ سبحانہ! روزے کی حالت میں انسولین نہ لگائی جائے انسولین رات کو لگائیں یا افطار کے بعد لگائیں۔ واللہ العالم

**سوال:** کیا امام علیؑ معراج کی رات رسول اللہؐ کے ساتھ جسمانی طور پر گئے تھے؟ یا صرف رسول اللہؐ اکیلے ہی معراج پر گئے تھے؟

**جواب:** بسمہ سبحانہ! بعض روایات میں ایسا ملتا ہے لیکن ان روایات کی سند درست نہیں ہے۔ واللہ العالم

**سوال:** زیارت پہ جانا کس کے بس میں ہے انسان کے بس میں ہے پیسے کا کمال ہے یا مولا جسے چاہے جب چاہے بلا لے

**جواب:** بسمہ سبحانہ! ان دونوں چیزوں کی ضرورت ہے مؤمن کا فریضہ ہے کہ زیارت پر جانے کے اسباب مہیا کرے اور مولاؑ سے شفاعت طلب کرے تاکہ مولاؑ کی شفاعت کے ذریعے سے زیارت نصیب ہو سکے۔ والسلام

**سوال:** روزے کا کفارہ کس حساب سے دیتے ہیں اور اپنے رشتے داروں کو دے سکتے ہیں؟

**جواب:** بسمہ سبحانہ! جو محتاج ہوں اور جن کے پاس سال بھر کے کھانے پینے کا کچھ نہ ہو اس کو دیا جائے بشرطیکہ آپ جس کو دیں گے وہ شیعہ اثناء عشری ہوں اور جن کا نان و نفقہ آپ پر واجب ہو ان کو آپ نہیں دے سکتے۔ واللہ العالم

**سوال:** ایسے اشعار جن کا تعلق کسی تاریخی واقعہ سے نہ ہو محض شاعری کا خیال ہوں اور کسی حقیقی بندے کو گمراہ کر سکتے ہیں کیا جائز ہیں؟

**جواب:** بسمہ سبحانہ! ایسی کوئی بھی حرکت جس سے کسی کے گمراہ ہونے کا ڈر ہو ایسی حرکت کرنا بہت بڑا گناہ ہیں اور خدا اس کو نہیں بخشے گا جبتک جس کو گمراہ کیا ہے اس کو ہدایت پر پر نہ لے آئے۔ واللہ العالم

# مرجع عالی قدر دام ظلہ الوارف کی نجف اشرف میں موجود بقیہ مراجع عظام (حفظھم اللہ) سے ملاقات

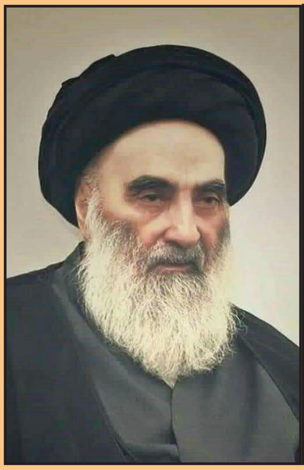

حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ الحاج حافظ بشیر حسین النجفی دام ظلہ الوارف نے ماہ مبارک رمضان کے موقع پر نجف اشرف میں موجود مراجع عظام حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ سید علی الحسینی السیستانی (دام ظلہ الوارف)، حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ سید محمد سعید الحکیم (دام ظلہ الوارف)، حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ الشیخ محمد اسحاق الفیاض (دام ظلہ الوارف) سے ملاقات کی مراجع عظام حفظھم اللہ نے اس ملاقات میں امت مسلمہ خصوصا مؤمنین کرام کے جان و مال کی سلامتی کی دعائیں پروردگار عالم سے فرمائیں۔

# مرجعیت عظمی رمضان المبارک کا احیا کیسے کرتی ہے

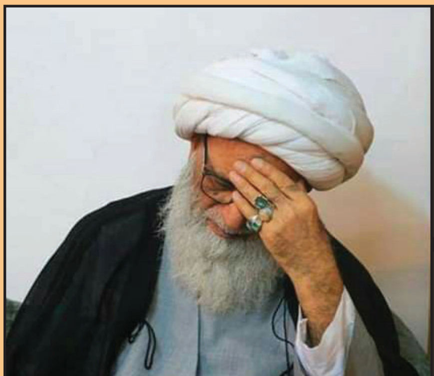

ماہ رمضان رحمتوں اور برکتوں والا مہینہ ہے. جس کو ہر مومن اپنی بساط کے مطابق عبادت خدا میں گذارتا ہے. مگر مرجع عالی قدر آیت اللہ العظمی الشیخ بشیر حسین نجفی دام ظلہ کے مرکزی دفتر نجف اشرف میں اس کا احیا اسطرح ہوتا ہے کہ ہر رات دعاے افتتاح کی تلاوت کی جاتی ہے. اس کے بعد حجت الاسلام شیخ علا کعبی مجلس پڑھتے ہیں جس میں مرجع عالی قدر دام ظلہ خود شریک ہوتے ہیں. اور آپ کے علاوہ نجف اشرف کے مومنین فضلاء علماء اور طلاب کی کثیر تعداد شریک ہوتی ہے. مجلس میں ماہ رمضان کی عظمت سیرت اهل بیت علیھم السلام اخلاق اور مصائب اهل بیت علیھم السلام بیان کیے جاتے ہیں. اس مجلس کے بعد مرجع عالی قدر دام ظلہ مختلف ممالک سے آئے ہوئے وفود سے ملاقات کرتے ہیں اور اپنی نصیحت سے ان کو فیضیاب کرتے ہیں. خدا سے دعا گو ہیں کہ وہ اس سلسلے کو تا قیامت جاری رکھے اور مرجع عالی قدر دام ظلہ کا سایہ ہمیشہ ہمارے سروں پر قائم و دائم رکھے آمین.

# مرجع عالی قدر دام ظلہ سے حجۃ الاسلام مولانا منظور حسین جوادی حفظہ اللہ کی ملاقات

مدرسہ مصباح الھدی کے پرنسپل اور پاکستان کے مشہور خطیب حجت الاسلام مولانا منظور حسین جوادی حفظہ اللہ نے مرجع عالی قدر آیت اللہ العظمی حافظ بشیر حسین نجفی دام ظلہ سے ان کے مرکزی دفتر نجف اشرف میں ملاقات کی۔اس ملاقات میں مرجع عالی قدر دام ظلہ نے فرمایا کہ میری یہ خواہش ہے کہ میں اپنی برصغیر کی قوم کو اس مقام تک لے جاؤں جس کی یہ مستحق ہے۔اور مزید برآں یہ فرمایا کہ ایک انسان کی ہدایت دنیا ومافیھا سے بہتر ہے۔آخر پر مولانا منظور حسین جوادی حفظہ اللہ کی طرف سے تبلیغات اور اصلاح کے حوالے سے جانے کی والی کاوشوں کو مرجع عالی قدر دام ظلہ نے سراہتے ہوئے مزید توفیقات کے اضافے کے لیے دعا فرمائی۔دوسری طرف حجت الاسلام مولانا منظور حسین جوادی نے قیمتی وقت دینے پر مرجع عالی قدر دام ظلہ کا تہ دل سے شکریہ ادا کیا

# پاکستان کے سابق چیئرمین سینٹ کی مرجع عالی قدر دام ظلہ سے ملاقات

پاکستان کے سابق چیئرمین سینٹ جناب سید نیئر بخاری نے مرجع عالی قدر آیت اللہ العظمی الحاج حافظ بشیر حسین نجفی دام ظلہ سے ان کے مرکزی دفتر نجف اشرف میں ملاقات کی.

اس ملاقات میں مرجع عالی قدر دام ظلہ نے اس بات پر زور دیا کہ پاکستان کی حفاظت بہت اہم فریضہ ہے خاص طور پر پاکستان دشمن عناصر سے پاکستان کو پاک کیا جائے. اس کے بعد مرجع عالی قدر دام ظلہ نے معزز مہمان کی توجہ اس طرف مبذول کرائی کہ پاکستان اور عراق کے درمیان تجارتی تعلقات کو بہتر بنانے کی ضرورت ہے. وہ تمام چیزیں جنکی عراق کو ضرورت ہے پاکستان ان سے مالا مال ہے. اس ملاقات میں مرجع عالی قدر دام ظلہ اور معزز مہمان سابق چیرمین سینٹ کے درمیان کچھ اور اہم ترین امور بھی زیر بحث رہے. آخر پر آئے ہوئے معزز مہمان نے قیمتی وقت دینے پر مرجع عالی قدر دام ظلہ کا تہ دل سے شکریہ ادا کیا۔

مرجع مسلمین و جہان تشیع حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ

# الحاج حافظ بشیر حسین نجفی

دام ظلہ الوارف

## محترم خطباء و ذاکرین کو چاہئے کہ:

وہ خدا کی جانب سے انکو عطا کی گئ توفیقِ خطابت و ذاکری پر شکر کرتے رہیں اور مؤمنین کرام کو اس پُر آشوب دور میں ولایت محمد و آل محمد علیہم السلام، عزاداری سرکار سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام اور مرجعیت سے بہر حال متمسک رہنے کی تلقین کرتے رہیں اور لوگوں کو تقلید کے مسائل اور اسکی اہمیت سے باخبر کرتے ہوئے دین و عقیدہ اور نظامِ مرجعیت کے تحفظ میں اپنا کلیدی کردار ادا کرتے رہیں۔


سالانہ ممبر شپ 300 روپے

مرکزی ایڈریس:

امیر المؤمنین علیہ السلام ٹرسٹ، صدر مقام باٹا پور، نزد گیٹ نمبر 2، باٹا فیکٹری لاہور پاکستان